همہ عالم منوّر از دمِ تُست

تجلّیٰ نورِ حق، جلوہ نمائی
خاورؔ

نُوری زاویئے

پوچھتے ہیں خُدا کے بارے میں
یعنی جو ہے خدا محمدؐ کا
آؤ خاورؔ! چلیں اُسے ملنے
سوئے بطحا، براستہ طیبہ

خاور سہروردی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمہ عالم منّور از دمِ تُست   تجلّی۔ نورِ حق، جلوہ نمائی

خاؔور

نُوری زاویے

پوچھتے ہیں خدا کے بارے میں
یعنی جو ہے خدا محمدؐ کا
آؤ خاؔور! چلیں اُسے ملنے
سوئے 'بطحا' براستہ طیبہ

خاور سہروردی

ناشران: حسیب خاور سہروردی۔ رمیز خاور سہروردی
61۔مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور
فون: 5421616-7599887

جملہ حقوق بحق فرزندان مصنف: حسیب خاور سہروردی ورمیز خاور سہروردی محفوظ

نام کتاب : نوری زاویے — مصنف : خاور سہروردی
اشاعت : اول — مطبع :
تعداد : (500) پانچ سو — قیمت : -/80 روپے
کمپوزنگ : سید عادل حسین بخاری — سال و ماہ اشاعت : 2006ء

فروخت کنندگان: A:(1)- زین حسیب خاور (2) حسن حسیب خاور (3) معزز میز خاور
61-مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی نزد چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور
فون: 5421616-7599887

B: میسرز نذیر سنز A-40 اردو بازار لاہور۔ فون: 7123219

فہرست مطبوعات خاور سہروردی

		صفحات
1	تذکرہ وملفوظات: ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ	624
2	تذکرہ وفرمودات: پیر سید احمد شاہ قادریؒ	70
3	شعائیں: حمد ونعت غزلیات اور مناقب	64
4	فروغ وفراغ: حمد ونعت غزلیں اور نظمیں	80
	خاور پارے: قطعات (جن میں سے اکثر طنز ومزاح پر مبنی ہیں)	48
5	یادگار سہروردیہ: حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ کے مشائخین طریقت اور دیگر سہروردیہ کبرویہ اولیائے کرام کا اجمالی تذکرہ	704
6	قندیل خاوری: نظموں نعتوں اور قطعات کا مجموعہ	64
7	فیضان عرفان: حمد ونعت اور قطعات وغیرہ	64
8	نوری زاویے: نعت متصوفانہ غزلیات نظمیں اور قطعات	64
9	کڑوے گھونٹ: قطعات نظمیں وغیرہ (طنز ومزاح پر مبنی)	64

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِن تعدُّو نِعمَتَ اللّٰہِ لَا تُحصُوھا

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے پوچھا: ''کیا عبادت سے بخشش ہو جاتی ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! بخشش سے ہی عبادت ہوتی ہے'' مطلب یہ تھا کہ رب العزت جل علی شانہٗ کے حضور جس شخص کو بخشش کی سعادت نصیب ہونا ہوتی ہے اسے عبادت کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ آپ کے اِس ارشادِ گرامی کی روشنی میں مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ حمد و نعت اور صوفیانہ کلام خالصتاً عنایت خداوندی ہے ورنہ کسی کی کیا مجال کہ وہ اس میدانِ سعادت میں قدم رکھ سکے۔ بفضل ایزدی حمد و نعت پر مبنی اس فقیر کا یہ پانچواں مجموعہ ہے جو پیش خدمت کیا جا رہا ہے جسے ایک کم علم ادنیٰ درجہ کے نعت گو کے عقیدت مندانہ دل جذبات کے مرتبہ میں رکھ کر شرفِ قبولیت بخشا جائے۔

ع نہ ستائش کی تمنا' نہ صلے کی پرواہ

ہاں! اگر فنی کسوٹی کی پرکھ یا صنفِ شاعری کے صنائع بدائع کی روشنی میں طبیعت مائلِ گراں ہو تو تنقید کے وہ پھول میرے لئے خربوزہ کے اُن چھلکوں کی طرح انشاء اللہ العزیز میرے ''فتحِ باب'' کا سبب بنیں گے جن کا ذکر حضرت مخدوم سید علی ہجویریؒ المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب'' کے چھٹے باب میں ''ملامت کی حقیقت'' کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے جس کی تلخیص حسب ذیل ہے:۔

''مجھے (علی بن عثمان ہجویریؒ) ایک دفعہ ایک مشکل مسئلہ پیش آیا جس کے لئے میں نے حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی اور وہ مسئلہ حل ہو

گیا۔ اس کے بعد ایک مشکل مسئلہ درپیش ہوا۔ میں تین مرتبہ آپ کی مرقدِ پُرنور پر حاضر ہوا' دن میں تین دفعہ غسل اور تیس مرتبہ وضو کرتا لیکن مسئلہ حل نہ ہوا چنانچہ میں نے سفرِ خراسان کا قصد کیا۔ دورانِ سفر ایک رات کمس نامی گاؤں میں پہنچا۔ وہاں ایک خانقاہ تھی جہاں صوفی نما لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ مجھ پر صرف ایک کھردری بوسیدہ گدڑی تھی اور ایک لاٹھی اور ٹاٹ کے سوا کوئی اور سامان نہ تھا۔ میں اُس جماعت کی نظروں میں سخت حقیر معلوم ہوا' وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ شخص ہماری جنس سے نہیں۔ مجھے اُس رات وہاں مجبوراً رہنا تھا۔ انہوں نے مجھے ایک بالا خانے پر بٹھا دیا اور خود مجھ سے اوپر والے بالا خانے پر چڑھ گئے۔ میں فرش پر بیٹھا' انہوں نے ایک باسی روٹی (جو خراب ہو چکی تھی) میرے آگے لا رکھی' خود تازہ عمدہ کھانا کھانے لگے اور ساتھ ہی مجھ پر طنز و حقارت کے تیر برسانے لگے۔ کھانے سے فارغ ہو کر خربوزے کھانے شروع کئے اور اپنی خوش طبعی اور میری تحقیر کے لئے خربوزے کے چھلکے مجھ پر پھینکتے جاتے۔ جس قدر اُن کا یہ حقارت آمیز رویہ اور طعنے زیادہ ہوتے میں اپنے دل میں اُس بے حرمتی پر خوش ہوتا یہاں تک کہ اُس ذلت کا بار اُٹھانے سے میرا وہ مشکل مسئلہ حل ہو گیا اور مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ مشائخِ طریقت کیوں ملامت یا ذلت کا بار اٹھاتے ہیں''۔

6 شعبان المعظم 1426 ھجری

مطابق 11 ستمبر 2005ء

خاکِ رہِ صاحب نظراں

خاور سہروردی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنتساب

بشرفِ نظرِ کیمیا:۔

بانی ءمبانی ءثانی سلسلہ ءعالیہ سہروردیہ

صاحبِ ''عوارف المعارف''

شیخ الشیوخ حضرت

شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ

جن کے بارے میں مندرجہ ذیل ارشاداتِ عالیہ بالخصوص بدرجہ ءاسناد ہیں:۔

(1) ''یاعمر! اَنتَ آخر المشھورین با العراق''

(غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

(2)''متابعته النبی صلی الله علیه وسلم فی جبین السهروردی شیئ اٰخر''

(حضرت شیخ سعدالدین حمویؒ)

(3) ''اگر کسی شخص کا کوئی پیر ومرشد نہ ہو اور وہ ''عوارف المعارف'' کو بغور پڑھے اور اُس پر عمل کرے تو بلاشبہ ولی ہو جائے گا''۔

(مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت شیخ سید جلال الدین سہروردیؒ)

(4) السلام اے سرور و سلطانِ عشق — اے ولیء در دو عالم السلام

السلام اے زیب و فخرِ سہرورد — زینت و مخدومِ عالم السلام

نامِ تو دارد قلندر حرز جاں

نظرِ التفاتے بہ عالم السلام

(شیخ المشائخ حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ)

تجلّیات

ترے فضل و کرم سے ہیں بہر حال
رہِ عرفاں کے آثار اور احوال

طلب صادق بھی ہو اور سعی پیہم
نہ قیل و قال سے بلکہ بہ اعمال

عمل مشروط با اخلاصِ نیت
وگرنہ چھان کر پھینکے گی غربال

یہ بوقلمونیٔ جلوہ فشانی
صفات و ذات کی ہو یا کہ افعال

مگر کیفیتیں ناگفتنی ہیں
قلبی، روحی، سری اخفی، اجمال

بڑی ہی خوش نصیبی کا محل ہے
تجلی ذات کی ہو شاملِ حال

رضائے یار پر ہی منحصر ہے
میسّر بالیقیں خاور مگر خال

☼

عہد ازل کا دم تو ہم بھرتے رہے
لغزشوں پر لغزشیں کرتے رہے

عارضی رعنائیوں میں محو ہو کر رہ گئے
اپنے ہاتھوں گویا خود مرتے رہے

لمحہ لمحہ سنتے تھے آوازِ ضمیر
حیف! اُس پر کان نہ دھرتے رہے

بے نیازِ روح تھے، زیرِ نفس
بازیوں پر بازیاں ہرتے رہے

خود فریبی کا یہ عالم تھا کہ ہم
تہمتیں تقدیر پر دھرتے رہے

زندگی تھی مختصر، اچھا ہوا
ورنہ ہم تو جیتے جی مرتے رہے

بخشش و رحمت پہ خاور ناز تھا
عرض شافعِ حشر سے کرتے رہے

☼

اِدھر یہ کرم ہے کہ دل کے مکیں ہو
اُدھر بے نیازی حجاب آفریں ہو

ورائے خرد ہے یہ نزد اور دوری
رگِ جاں سے حالانکہ بڑھ کر قریں ہو

☼

حسنِ ازل کے نور سے قلب جو جگمگا اُٹھا
قیدِ زماں مکاں مٹی، سمت کا مشغلہ اُٹھا
غائیت و غرضِ ہست کے، افشائے راز پر یہ کیوں؟
شور ہے جا بجا مچا، چرخ پہ غلغلہ اُٹھا؟
خالقِ کُل کی معرفت، فطرتِ اَلَسْت میں نہاں
جس نے یہ راز پا لیا، حشر میں "باخدا" اُٹھا
حاصل و منزلِ مراد، اُس کی ہی ذاتِ پاک ہے
اُس کی کشش کے فیض سے، قلب میں ولولہ اُٹھا
عشق کے ہے ضمیر میں، حسن تو خود ہی جلوہ گر
حسن کے سرِّ خاص سے، عشق کا سلسلہ اُٹھا
دل کی عجب سی کیفیت، بیم و رجا کی کشمکش
حق الیقیں کی چھاؤں میں، چلنے کو قافلہ اُٹھا
بادِ سموم سدِّ راہ، سنگِ گراں بنی رہی
لیکن بہ ہمتِ بلند، گام تو برملا اُٹھا
صدق و صفائے شوق نے، چوم لیا طلب کا مُونہہ
گرد و غبارِ راہ سے، نعرۂ "مرحبا" اُٹھا
وائے یہ دورِ مادیّت، روح کی تربیت ہے خال
"خاوریِ عشق" کے بغیر بزم میں واویلا اُٹھا

☼

جمالِ حسن ہر لحظہ فزوں تر
زحبّ و عشقِ بے پایاں بروں تر
نگاہے لطف بر آشفتہ حالاں
تب و تابے نداریم از شییوں تر

بزمِ گیتی بھی، لامکاں آباد — تیرے دم سے ہے جانِ جاں آباد
حسن اور عشق کا یہ ربطِ بہم — کس سلیقے سے ہیں جہاں آباد
ذاتِ حی القیوم کا عرفاں — تھی علامت کہ ماء دُخاں آباد
آپ آئے، ظہورِ حسن ہوا — تھی مشیّت ہوں نغمہ خواں آباد
بج رہا ہے جو سازِ ہست و بود — نو بہاری کا ہر سماں آباد
رب کا احسان ہو، کہ خیر الورا — کُلّ شیٔ اور انس و جاں آباد
اللہ اللہ! یہ شانِ نورِ خدا — دم بدم ہیں شیون و شاں آباد
ذرے ذرے میں نور جلوہ فگن — آفرینش رواں، دواں، آباد
رحمتِ حق غضب پہ حاوی ہے — رحمتِ مغفرت فشاں آباد
حمد میں یوں ہے کائنات تمام — لَے بہ لَے صوتِ نغمہ خواں آباد

نعت و میلاد کا اثر، خاور
بزمِ عشاق، نعت خواں آباد

☼

ذاتِ حق تھی خزانہء مخفی
ذاتِ حق کے سوا نہ کچھ بھی تھا
جب یہ چاہا کہ ہو عیاں و شہود
خلق پھر نورِ اولیں ہی کیا

☆

بزمِ ہستیء تابدار آئی
زیب و زینتِ روزگار آئی
قبلِ ہستی دھواں تھا اور پانی
آپ آئے تو پھر بہار آئی

ذاتِ حق کی ہو جلوہ آرائی
راس آتی ہے وہ ہی تنہائی
قلب جس سے ہے زندگی پاتا
وہ تجلّیء حسنِ یکتائی
اللہ اللہ ہے کیا فنا بالفنا
حیرتوں کی ہی حیرت افزائی
ایک کیفیتِ فنائے تام
مٹ گئی ہست کی شناسائی
ہو عدم ہی، تو عالمِ ناسوت!
جہت کو کیسے ہو پذیرائی
نے خبر، نے خبر کو اپنی خبر
صرف روح کی حقیقت آرائی
لَم یزل، لایزال ـ ھُو ہی ھُو
اک اسی کی ہی شانِ یکتائی
ایک حالت کہ ماورائے بیاں
فہم و ادراک کو نہ یارائی
جذبہء عشقِ بیکراں، خاور!
نا شکیبا کی ناشکیبائی!

ذکر وہ شے ہے جس سے بات بنے
بات بن کر رہِ حیات بنے

آئینہء صفات میں کھو کر
عین ممکن ہے وصلِ ذات بنے

محویت ہے وہ عالمِ باطن
جو ظہورِ مکاشفات بنے

فقر خیر کثیر و سرِّ الٰہ
بالیقیں وصلِ عین ذات بنے

تو ہی ٹھہرا حصول و وصول
بن ترے کس طرح سے بات بنے

دل ترا عرش ہے اب آ جاؤ!
میرا دن اور میری رات بنے

اک تجلی کہ آبگینہء دل
رشکِ شیشہ شش جہات بنے

ٹوٹتا ہے عدم توجہ سے
اب تو شایانِ التفات بنے

کاش خاور مرا یہ قلبِ سلیم
مرکزِ ذات اور صفات بنے

☼

عکسِ رُخ میری نظر میں دیکھئے
یا سپیدہٴ سحر میں دیکھئے

اُس خرام ناز کی آوازِ پا
دل کی دھڑکن تیز تر میں دیکھئے

رمزِ پنہانی پےء ایفائے عہد
نفسِ مضمونِ خبر میں دیکھئے

دل کی بے تابی کا یارو! حال تو
سانس کے زیر و زبر میں دیکھئے

لذّتِ دشواریء منزل۔ مگر
آبلہ پا کے سفر میں دیکھئے

شب کو گذرے قافلے۔ پر حسرتیں
چشم ہائے منتظر میں دیکھئے

اِس زباں دانی کا یہ لطفِ کلام
شعرِ خاور کے اثر میں دیکھئے

☼

عشق کی راہ کیوں کٹھن سمجھو
آزمائش کی بانکپن سمجھو

منزل آسان و نزد تر ہے اگر
ہر گھڑی سامنے سجن سمجھو

کیا خوب محبت کا یہ رنگ نکھر آیا
جس سمت نگہ ڈالی، بس تو ہی نظر آیا
رحمت کی گھٹائیں بھی فوراً ہی اُمڈ آئیں
دیکھو تو کہیں اُن کا کاکل ہے بکھر آیا؟
کچھ تیز سی دھڑکن ہے، انجانی سی کیفیت
کس شوخ کا اب یارو! پیغام اِدھر آیا؟
وہ گوشۂ چشم ناز، اک تیز شعاعِ نور
آنکھوں میں نمی آئی، دل فوراً ہی بھر آیا
جب نور کے پرتو سے، ماہیتِ دل بدلی
پھر ذکر میں تاب آئی، آہوں میں اثر آیا
اے ہمدمِ دیرینہ! کیا تم سے بھلا پردہ
ہر ذرۂ خاکی میں خورشید نظر آیا
بیتاب نگاہوں کا اُس سمت ہی اُٹھ جانا
فطرت کا تقاضا ہے، وہ حسن جدھر آیا
جب ظاہر و باطن میں، ہو گئی فنا وارد
''مہمانِ حقیقی'' ہی، سمجھو کہ ہے گھر آیا
دل عرشِ الٰہی ہے، انوار کی جلوہ گہ
پر اہل ہے خاور جو، رحمت سے نکھر آیا

☼

صادق نہ طلب ہو تو رسائی بھی معطّل
عشق بھی اُس کی عطا ہے کہ رہے جہد مسلسل
گام اُٹھتا ہے اُدھر اُس کے کرم سے ورنہ
اُس کا عرفان بھی ناممکن و لاینحل

نگاہِ کرم کی یہ جلوہ فشانی
حصولِ تمنا کے دل کی نشانی

یہ بارانِ رحمت، یہ بے پایاں الطاف
غیوب و حجابات مفقود و فانی

غنود و شہود و تصوّر میں، اُن کی
زیارت۔ تکلم کی گوہر فشانی

ہمہ وقت ہیں روبرو اِس طرح سے
نہ قیدِ مکانی نہ قیدِ زمانی

خیالوں کی رعنائیوں میں حقیقت
بہر رنگ پیہم و قائم۔ نہ آنی

جنونِ محبت میں یوں ذکر قائم
جو روحی و سِرّی و قلبی لسانی

عجب اعتدالِ قویٰ و جوارح
کہ دل مطمئن، روح کی حکمرانی

طبیعت میں جذب و سرور اس طرح کا
کہ لفظوں سے ممکن نہیں ترجمانی

تحیّر کا عالم۔ بہ ہنگامِ وحدت
جو ظاہر فنا ہے تو باطن بھی فانی

فنا بالفنا یا بقا بالبقا ہو
طریقت کے احوال رُوح البیانی

فنا فیِ اللہ بھی ایک منزل ہے یارو
وہی حیّ القیّوم۔ اس کا نہ ثانی

یہ اعجازِ بندہ نوازی ہے خاور
سرِ بزم حاصل ہے قربِ مکانی

غائیتِ عشق، شوخیٔ جاناں سے پوچھیے
یا پھر نگاہ و غمزۂ پیکاں سے پوچھیے
دوریٔ غم، راحتِ جاں اور سکونِ دل
یارو! یہ اُن کے چہرۂ خنداں سے پوچھیے
وہ حسن اور عشق کا راز و نیاز و قرب
یہ آپ سے یا آپ کے یزداں سے پوچھیے
دشواریٔ سفر میں، جواں ولولوں کا راز
راہیٔ شوقِ بے سر و ساماں سے پوچھیے
اور آبلوں کی ٹیس کے ذوقِ لطیف کا
صحرا کے خار ہائے مُغیلاں سے پوچھیے
یہ سیر و طیرِ فرش اور عرش، لامکاں
روحِ لطیف طائرِ پرّاں سے پوچھیے
ہنگامِ وصلِ یار، تحیّر کی کیفیت
وارفتگانِ عشق کے ارماں سے پوچھیے
آئینۂ جمال ہے خاور اگرچہ دل
لیکن یہ حال دیدۂ حیراں سے پوچھیے

☼

صانعِ حق کی ہر اک تخلیق کو
شاہکارِ بے مثل صنعت کہوں
شب کی تاریکی، سکوں اور حسن کو
کیوں نہ میں اُس زلف کی نسبت کہوں؟

☼

حسن کی اِک جھلک نے ہی، راز کو فاش کر دیا
عشق کی جو سرشت میں، جذبۂ شوق بھر دیا
اُس کی ہی جستجو، طلب۔ اُس کے ہی ذکر کی تڑپ
یعنی کہ غیر مختتم، پیشِ نظر سفر دیا
راہ کٹھن۔ پہ دلنواز، سنگ گراں نظر نواز
راحتوں کلفتوں کو خوب، شیر و شکر اثر دیا
شدتِ دردِ آبلہ، مرہمِ بیم اور رجا
سالکِ مست حال کو، ولولہ بے خطر دیا
طبعِ خطر پسند کو، فتنہ و وسوسہ بھی تھا
شاملِ حال فضل نے، دور ہر ایک کر دیا
فقر کی واردات بھی، لحظہ بہ لحظہ نو بہ نو
جلوۂ ذات نے جسے، حوصلۂ نظر دیا
ثابت قدم رہے تھے جو، خاور! مراد پا گئے
حسن نے گویا عشق کو، دید کا یہ ثمر دیا

☼

دید سے جو نماز تھی محروم
اُس قضا کو ادا کروں کیسے؟
جب تلک روبرو نہ ہوں خاور!
جہت قبلہ نما کروں کیسے؟

☼

ازل سے ہیں نثارِ کوئے جاناں
اثر انداز عشق و بوئے جاناں
ہوا کیونکر اُڑائے، ہم کو خاور؟
کہ ہیں خاکِ دیارِ کوئے جاناں

☼

لاتجزیّہ ذرّہ ہے' حیرت کی فراوانی
اک قوتِ لاثانی' وہ نُور کہ یزدانی
اُس قادرِ مطلق کا' ہے نور ہی جلوہ ریز
ہر شے کی حقیقت میں خالق کی ہے تابانی
اصلیت و ماہیت' ہر حال میں اکمل تر
اُس صانع کی ہر صنعت' یکتا بھی ہے لاثانی
یہ اُس کی ربوبیت' یہ لطف و کرم اُس کا
احسان بھی بے پایاں' رحمت بھی ہے ہر آنی
مُنعم ہے حقیقی جو' لاحصر کرم جس کا
زیبا ہے کیا اُس سے' یہ غفلت و نادانی؟
اے غافلِ ذاتِ حق! سوچا ہے کبھی تو نے
انساں ہے بذاتِ خود' اک آیۂ رحمانی
سرکارؐ کی ذات پاک ایسا ہے عظیم احساں
وہ نعمتِ سبحانی' جس کا نہ کوئی ثانی
وہ ذاتِ ہمہ تن خیر' وہ نورِ مجسّم جو
قرآن سراپا ہیں' خود ناطقِ قرآنی
اُس در کا وسیلہ ہی' عرفانِ الٰہی ہے
ہیں مظہرِ ذات حق اور چشمۂ عرفانی
گفتار ہو یا کردار' ہوتے ہیں اثر انداز
جب طاعتِ کامل ہو اور عشق بھی جولانی
خاور ترا ہر ریشہ' یوں اُسوہ میں ڈھل جائے
ہر سانس ہو روحانی' ہر فکر ہو ربّانی

رموزِ کنزِ مخفی دلبرانہ
یہ امرِ کن فکاں گویا بہانہ
مشیّت کار فرمائے حقیقت
زِ نورِ اوّلیں ظاہر کرانا
محبّانہ و محبوبانہ انداز
ورائے فہم سّرِ دلبرانہ
وہ دیدِ ذات تھی نہ دیدِ جبریل
کہ یہ مامور تھے یاں مرسلانہ
مشیت اور رضا گو منفرد ہیں
حکیمانہ ہیں مربوط و یگانہ
مقامِ فکر ہے اے اولاالباب
حقیقت حق پہ مبنی نے فسانہ
بہ حکمِ لاتسبّوالدھر' یارو!
وجودِ ذات اظہارِ زمانہ
"لغت محتاج" فہمِ دیں نہیں۔ پر
نزولِ حق۔ عطائے خسروانہ
تعلق ذات سے مرہونِ محبوبؐ
یہی خاور ہے اصلِ عاشقانہ

☼

شرطِ ایماں ہے بس یہی حتمی
ہو نبیؐ کے یقین پر باور
رب تلک پہنچنا جو چاہتے ہو
راہ لو بس مدینے کی خاور!

☼

ذاتِ حق، خالق و رب العالمیں — رحمت حق، رحمت اللعالمیں
آں مجسّم نور، نورِ اولیں — نورِ کُن، نورِ فکاں، نورِ مبیں
منفرد شاں در شیونِ جزو و کُل — ہم چناں جلوہ فشاں و ہم چنیں
انبیاء و صالحیں در اِقتدا — اولیا و اصفیا ہم خوشہ چیں
ہادی و فیاض، جوادؔ و کریم — قاسمِ نعمائے جملہ آں و ایں
ہر مرض را ذاتِ اُو شافی علاج — مونس و ہمدرد، چارہ آفریں
غلغلہء رفعتِ نامش بلند — بر زمین و لامکاں، عرشِ بریں
ہیچ اُو را قیدِ اوقات و مکاں — زود و دیر و پست یا بالا نشیں
عالمِ اسرارِ ہر ارض و سما — عقدۂ ہر مشکل است در آستیں
مظہرِ ذات و صفاتِ کبریا — وجہِ خلق و سرِّ روح العالمیں
سر بکف ہر آن بہرِ حرمتش — جانبازاں، شہداء و عاشقیں

اے پناہِ ما غریباں، بے کساں! — آستانت مرکزِ امن و امیں
ملتِ بیضا شدہ بے دست و پا — زیرِ افرنگ و یہود و کافریں
ذہنیتِ راہبراں محکومی است — بے حس از سود و زیانِ ملک و دیں
کرّ و فرِّ باطل و مادہ پرست — در نگاہِ ما شدہ افضل تریں
فقرِ غیور و جسورے با یقیں — محو از اذہانِ مردہ، بے یقیں
غیرتِ ملی عطا کن ملتِ مرحومہ را — تا بداند رمزِ حق، دینِ متیں
ہستیء ما در نظامِ مصطفیٰ — تازہ کن آں عہدِ اسلاف آفریں

دست بستہ التجائے خاور است
وا رہا از فتنہ ہا کن ما حزیں

جو تیری بزمِ ناز کے آداب پا گئے
وہ زندگی کا مقصدِ نایاب پا گئے
رازِ درونِ خانہ کی اُن کو خبر ملی
درپردہ جو اشارۂ ایجاب پا گئے
جو دل رہے محبتِ دنیا سے بے نیاز
ہستی کی وہ حقیقتِ بے آب پا گئے
تھے انعکاسِ نور میں حائل نہ فاصلے
ذراتِ دل حقیقتِ مہ تاب پا گئے
صدق و صفائے پاکیء طینت کے ولولے
دل کی کشادہ فتحِ ابواب پا گئے
ہر آن واردات و تجلیء نو بہ نو
یعنی حضورِ ذات کے اسباب پا گئے
عزمِ بلند و ہمتِ غوطہ زنانِ عشق
حیرت کے گہرے بحر کو پایاب پا گئے
صرف آرزوئے دید ہی پیشِ نظر رہی
گویا رموزِ منبر و محراب پا گئے
خاور رضائے یار عطا پر ہے منحصر
ورنہ خیال و خواب کے گرداب پا گئے

☼

زندگی بے عشقِ جاناں تیرگی
پرتوِ جلوہ فگن تابندگی
ہے فقط دیدار مقصودِ حیات
درحقیقت وصل اصلِ زندگی

گدا بے نوا ہوں، عطائے اَتم ہو!
حضورؐ اے حبیبیؐ! نگاہِ کرم ہو!

میں عجز و ادب کی ادا پا گیا ہوں   فنائے اَنا میں بقا پا گیا ہوں
اطاعت، یقیں، مدعا پا گیا ہوں   کہ رمزِ رضائے خدا پا گیا ہوں

گدا بے نوا ہوں، عطائے اَتم ہو!
حضورؐ اے حبیبیؐ! نگاہِ کرم ہو!

خلائق کے والی! جہانوں کے ناظم!   ہر اک نعمتِ رب کے مالک و قاسم!
دلوں کی تمناؤں عرضوں کے عالم!   اے نورؐ، علیٰ نور! نبیوں کے خاتم!

گدا بے نوا ہوں، عطائے اَتم ہو!
حضورؐ اے حبیبیؐ! نگاہِ کرم ہو!

اے رحمت سراپا و انوارِ عالم!   اے مخزنِ عرفاں! اے ہادیٔ اعظم!
پریشان حالوں پہ لطفِ تبسم   حفیظ و کفیل و مجسم ترحم

گدا بے نوا ہوں، عطائے اَتم ہو!
حضورؐ اے حبیبیؐ! نگاہِ کرم ہو!

جو مطلوب و مقصودِ عشقِ اتم ہو   تو ہر حال میں ساتھ تیرا بہم ہو
نہ فکرِ زیاں، سود و زود اور کم ہو   نہ رنج و الم ہو نہ حزن اور غم ہو

گدا بے نوا ہوں، عطائے اَتم ہو!
حضورؐ اے حبیبیؐ! نگاہِ کرم ہو!

تمنا کی خاورؔ! اِک آہِ خفی ہوں   مگر نعت گوئی کا حرفِ جلی ہوں
غبارِ رہِ آستانِ نبیؐ ہوں   میں ادنیٰ غلامِ قلندر علیؒ ہوں

گدا بے نوا ہوں، عطائے اَتم ہو!
حضورؐ اے حبیبیؐ! نگاہِ کرم ہو!

فقط سرکارؐ کے دلدادگاں ہیں
اِنہی سے از ازل وابستگاں ہیں
میانِ عبد و معبودِ حقیقی
یہی اک واسطہء بے گماں ہیں
وہ احدیّت و ھُویّت شناسا
نشانِ بیّنِ آں بے نشاں ہیں
شیونِ ذات کے مرکز و محور
بہ شانِ عبدہٗ ہر سُو عیاں ہیں
وہ غرض و غائیتِ دُودہَ عالم
وہ سرِّ امر و روحِ این و آں ہیں
صراطِ مستقیم ان کا ہی اُسوہ
کہ ذاتِ حق کے مظہرؔ ترجماں ہیں
نہ کیوں اس بخت پر اُمّت ہو نازاں
سراپا رحمتِ حق درمیاں ہیں
ہے کتنا اوج پر اپنا مقدر
کہ ہم خاشاک و گردِ آستاں ہیں
خمیر اپنا زخاکِ نقشِ پاپوش
بہ شکلِ گرد خاور ہم عناں ہیں

☼

صاحبِ وقتِ خاص مع اللہ!
یا حبیب اللہ! یا رسول اللہ!
مظہرِ ذات اور صفات بھی ہو
ہو عطا منزلِ "وصول اللہ!"

اے مدینہ! تجھے نسبت ہے درِ یار کے ساتھ
والہانہ یاں لپٹ جاتے ہیں دیوار کے ساتھ
اشک آنکھوں میں، سکوں دل کو ہے، رقت طاری
نورِ نبویؐ ہی تو ہوتا ہے زوار کے ساتھ
رنگ لاتا ہے بالآخر جذبہء جوشِ جنوں
اور خوش بخت وہی کہ ہے دِلدار کے ساتھ
رفعتِ شانِ بلند رفعنا لک ذکرک
ذکر تیرا ہے احد ذات کے اذکار کے ساتھ
اے کہ وہ جبلِ حرا نور، یہ قرآن بھی نور
ہے مدینہ بھی منور، نورالانوار کے ساتھ
عظمتِ کعبہ شعائر ہے مسلّم، پہ ہمیں
ان کا عرفانِ حقیقت تو ہے سرکار کے ساتھ
حاضری کعبہ و روضہ کی ''عطا'' ہے، تاہم!
اللہ اللہ وہ زیارت کہ ہے دیدار کے ساتھ
دیکھ! عشاق کے چہروں پہ یہ آثارِ درود
مثلِ خورشید چمکتے ہیں اُن انوار کے ساتھ
ظلمتِ کفر کے گرداب میں اے رحمتِ حق!
ناؤ اُمت کی رواں، ''فضل پتوار'' کے ساتھ
التجا ہے کہ نکیرین کی پرسش پہ حضورؐ!
پیشِ سرکارؐ ہوں ہم، دلِ بیدار کے ساتھ
علمِ باطن کے جو طالب ہو، تو پہلے خاور
عشق پختہ تو کرو خوب، سرکارؐ کے ساتھ

مدینہ نور اور دارالسلامے
کہ ہے بلدالامیں دارالکرامے
جہاں کے سلسلہء روز و شب کا
یہی خورشید اور ماہِ تمامے
یہاں کا ذرہ ذرہ نازنیں ہے
ادب گاہیست' آہستہ خرامے!
ملائک آ رہے ہیں باری باری
سلامی کے لئے ہر صبح و شامے
فیوض و رحمت و عرفان و برکات
عطائے عام ہے جا بہ جامے
ہماری آرزوؤں کا یہ مرکز
طمانیت' سکوں' نوری مقامے
غلاموں' زائروں کی سب امیدیں
بر آور ہیں یہاں گامے بہ گامے
یہی مطلوب و مقصود اور ملجا
یہیں کے ہیں گدا' ادنیٰ غلامے
اسی در سے ہی وابستہ رہیں گے
شفیع المذنبیں! خیر الانامے!
نگاہِ لطف کے بس منتظر ہیں
کرم شاہِ امم ِ عالی مقامے!
نظر فرمائیے! خاور ہے حاضر
نفس گم کردہ' بے صوتِ کلامے

جانِ جاناں! نگاہ میں رکھیے
رحمتِ بے پناہ میں رکھیے

اپنا مسکن ہی آستاں ہے حضورؐ!
یہ گدا بارگاہ میں رکھیے

خس و خاشاک ہیں اِسی در کے
اپنی ہی خاکِ راہ میں رکھیے

آپ کا رُخ ہے قبلۂ مقصود
روبرو قبلہ گاہ میں رکھیے

حالِ دل۔ نانوشتہ ناگفتہ
خواہ! سفید و سیاہ میں رکھیے

درخورِ اعتنا نہیں نہ سہی
التفاتِ نگاہ میں رکھیے

ہم ازل سے غلام ہیں آقا!
عہد کی ہی پناہ میں رکھیے

کون ہے آپ کے سوا مولا
"دامنِ کُل پناہ" میں رکھیے

آپ مومن بھی حافظ و ناصر
بس اِسی "امن گاہ" میں رکھیے

سخت عاصی ہیں اے رحیم و کریم!
لاج اُس حشر گاہ میں رکھیے

اپنے رب کے حضور خاور بھی
"لا الٰہ کے گواہ" میں رکھیے

☼

نظر کے سامنے ہے روضہ عالی
نگاہیں چومتی ہیں جالی جالی
عجب ہر سُو ہے بھینی بھینی خوشبو
ہوائیں جھومتی ہیں ڈالی ڈالی
سکونِ قلب کی حامل فضائیں
معطر مہکی مہکی مشک والی
یہ ارضِ پاک جو بلد الامیں ہے
اماں میں ہیں حوالی و موالی
زہے یہ گنبدِ خضرا کی عظمت
مکیں جس کے جہانوں کے ہیں والی
ہدایت مغفرت کا نور ظاہر
ہوئی ہے کفر کی اب خشک سالی
تشدد دورِ ظلم و جور کافور
نظامِ عدل و احساں کی بحالی
رحیمی اور کریمی اللہ اللہ!
نہیں یاں کوئی فرقِ ادنیٰ عالی
غلاموں پر ہے وہ بارانِ انوار
کہ فیضانِ مسلسل حسبِ حالی
اُدھر کھلتے ہیں گل ہائے تبسم
اِدھر جوشِ جنوں کا جذب غالی
عطا ہوتی ہے دولت دو سرا کی
سوالی جاتا ہے ہر گز نہ خالی
مئے عرفاں کا یہ چشمہ ہے خاور
رہے وابستگی اس در سے غالی

سرکارؐ کی اُلفت ہی، فطرت کا تقاضا ہے
اور اس میں جلا، شدت، رحمت کا تقاضا ہے
ہو فضل و کرم پیہم، متحرک ہے دل ہوتا
برکت کی علامت ہے، نسبت کا تقاضا ہے
فقدانِ محبت ہی، گویا ہے دلیلِ موت
یہ سوز و سرورِ دل، اُلفت کا تقاضا ہے
ہو شدتِ حُب قائم، یہ حال رہے دائم
سمجھو کہ حضوری کی حالت کا تقاضا ہے
فانی کی محبت میں، دل مردہ و جامد ہے
باقی کی محبت ہی، حرکت کا تقاضا ہے
خالق کی عبادت ہے، محبوبؐ کی طاعت ہے
یہ قلبِ سلامت کی، فطرت کا تقاضا ہے
ھُویّت و احدیّت، ہے ذاتِ صمد کی شان
اَو ادنیٰ و محبوبی، ندرت کا تقاضا ہے
معطی تو ہے اللہ ہی، قاسم ہیں نبیؐ اللہ
یہ رب کی مشیّت ہے، رحمت کا تقاضا ہے
سرکارؐ کی اُمت ہیں، سرکارؐ کے منگتے ہیں
یارو! یہ وساطت ہی، منگت کا تقاضا ہے
کثرت سے دعا مانگو بس مانگتے ہی رہنا
دراصل عطا میں دیر، حکمت کا تقاضا ہے
اللہ سے فقط۔ خاور! محبوبؐ خدا مانگو
یہ معرفتِ رب کی ہی، نسبت کا تقاضا ہے

☼

جہانِ آب و گل کی دلنوازی — مری سرکار کی بندہ نوازی
عطاء اِیتا کا فیضانِ مسلسل — اُسی چشمِ کرم کی کارسازی
ہے اُنکا ہی یہ صدقہ، عدل واحساں — مساواتِ عجمؑ تاتار۔ تازی
خود آگاہی و عرفانِ حقیقت — فقط عشقِ نبیؐ کی تُرک تازی
شنید و دید اور دائم حضوری — حریمِ ناز کی ذرہ نوازی
درِ اقدس پہ یارو! حاضری ہی — گناہوں سے معافی، پاک بازی
مُبرّا دل ہو ہر سود و زیاں سے — یہیں کا فیض، شانِ بے نیازی
رضائے حق، فلاحِ دو سرا بھی — اِسی در کی غلامی، خاک بازی

ظہورِ شانِ محبوبی ہے خاور
تصوف، علمِ دیں، تفسیرِ رازی

☼

مدینے کی محبت کا اثر ہے — درِ اقدس پہ ہر لحظہ نظر ہے
ہے نورِ گنبدِ خضرا کا پرتو — منور جس سے خورشید و قمر ہے
جدھر اُٹھتی ہے چشمِ لطفِ محبوب — رضائے حق تعالیٰ بھی اُدھر ہے
نہ ہو گر عشقِ سرکارِ دو عالم — تو ایماں بالیقیں ناپختہ تر ہے
اگر اک حرف بھی مانعِ ادب ہو — معاذ اللہ! وہ وجہء دربدر ہے
مگر یہ منکرِ ختمِ نبوّت — لعین و راندہ و کافر بتر ہے

حریمِ ناز میں خاور حضوری
یہ فضل و رحمتِ خیر البشر ہے

☼

بلاوا حاضری کا آ گیا ہے
طمانیت کا بادل چھا گیا ہے
مقدر بن گیا اُن کے کرم سے
بہاءِ زندگی دل پا گیا ہے

فطرتاً عشقِ نبیؐ قلبِ مسلمان میں ہے
کہ ازل سے یہ سعادت بھی تو ایمان میں ہے

شرط ایمان کی سرکارؐ کے باور پہ یقیں
رب کی توفیق رفیق اُس کے احسان میں ہے

بزمِ ہستی کی ہے تخلیق، طفیلِ محبوب
رب کا عرفان بھی سرکارؐ کے عرفان میں ہے

ہو اگر کافر و مشرک تو ہے انعام سے ابتر
شرف انسان کا پوشیدہ ہی ایمان میں ہے

دین و دنیا کی فلاح ۔ رضی اللہ کی نوید
اُسی دربارِ معلیٰ کے ہی ایوان میں ہے

مغفرت، رحمتِ حق، نارِ دوزخ سے نجات
صرف سرکارؐ کے اُسوہ، تبع فرمان میں ہے

آپ کا قول تو اِلاّ وحی یوحیٰ
نطق فرما تو خدا اپنے قرآن میں ہے

اُن کی ہی حسنِ رضا، دید و تقرب کا حصول
یہ تمنا فقط عشاق کے ارمان میں ہے

دیکھ عشقِ نبیؐ سر فروشی کا کمال
دامنِ اُحد میں یا بدر کے میدان میں ہے

علم مومن کی ہے میراث، حضورؐ عین العلوم
حکمت و علم مدینے کے دبستان میں ہے

خضرؑ کا علم کہ موسیٰؑ کو بھی حیرت جس پر
جزو ہے کُل تو حضورؐ کے دامان میں ہے

اِس سے بڑھ کر نہیں خاور! کوئی اکسیر علاج
جو شفا اُن کی نگہء لطف کے درمان میں ہے

بظاہر یہاں ہوں، مگر دل مدینے
کہ ہے آرزوؤں کا حاصل مدینے
ہدایت و رحمت و جُود و کرم کی
ہمہ نور بجتی ہے محفل مدینے
زمینِ حرم مصدرِ خیر و برکت
ہے اسرارِ جملہ کا حاصل مدینے
تجلّی کا مرکز، وہ نقطہء وحدت
وسیلہء عرفانِ کامل مدینے
یہیں سے ہی نوری شعاعوں کا اجرا
کہ ہے نورِ حق، مہرِ کامل مدینے
سعادت کے ہر قافلے کے ہیں سالار
وہ رُوح الھدیٰ، جانِ محمل مدینے

سلامت وہی ناؤ پہنچے گی خاور
لگے گی جو ساحل بہ ساحل مدینے

☼

کچھ اس انداز سے اُن کی نظر ہے
رموزِ کُلّھم کی ہی خبر ہے
وہی بن جاتا ہے نقطہء رحمت
نگاہِ سُرمہ سا اُٹھتی جدھر ہے
تبسم ریز اُن کی اک تسلی
جہاں کی نعمتوں سے بالاتر ہے
فقط اُن کی غلامی، اُن کا اُسوہ
خدا تک پہنچنے کی رہگذر ہے
عطائے رب کی مختاری ء کامل
رضائے حق ہے، جو مرضی اِدھر ہے
بشارت آیہء لَاتَقْنَطُو کی
ترے صدقے ہی اے خیر البشر ہے

ہو عرض حال پر رقّت، تو خاور
قبولیت کا گویا باز در ہے!

☼

زندگی تیری دید ہے، ورنہ
سانس کا سلسلہ عبث، بیکار
رُخِ انور پہ مرتکز ہے نظر
غرض و غایت فقط ترا دیدار

☼

آپؐ آتے ہیں ہر اک بار نئی شان کے ساتھ
تا کہ ہوں جلوہ نما، جلوۂ رحمٰن کے ساتھ
سرنگوں ساری خدائی کہ ہے مختاریءِ کُل
اور تعمیلِ یقینی بھی ہے فرمان کے ساتھ
مرتبۂ شانِ حقیقت کبھی تو واللہ اعلم
اے کہ آتا ہے ترا نام بھی رحمٰن کے ساتھ
عشق سرمایہءِ روح، دلِ زندہ کی دلیل
جس کی پہچان تری ذات کی پہچان کے ساتھ
حق رسائی کے لئے کوششِ پیہم ہے روا
پر میسر بھی تو ہوتی ہے یہ احسان کے ساتھ
تیرے پروردوں کے بھی کیا ہیں نرالے انداز
فقر و فاقہ میں غنا ہے عجب شان کے ساتھ
دیکھئے دولتِ ایماں کے یہ روشن آثار
سعی مقبول ہے مشکور بھی ایمان کے ساتھ
عزت و حرمتِ ملت کے لئے خوب ہے حکم
دست شمشیر پہ ہو، دل ہو قرآن کے ساتھ
دنیوی رنج و الم تو ہیں ہیچ اُن کے لئے
جو ہمہ وقت ہیں خاور اپنے جانان کے ساتھ

☼

سیدھے رستے پہ جو نہیں چلتا
وہ مسافر ہی رہ بھٹکتا ہے
سیدھا رستہ ہے ایک ہی خاور
جو مدینے کو ہی پہنچتا ہے

دل کی تسکیں گلِ تبسّم سے
یا تری اِک نگہء ترحم سے
رنج و غم، کرب و بلا، آفات
دُور معجز بیاں تکلّم سے
مُشک آمیز کائنات تمام
جسمِ اطہر کے عرقِ شبنم سے
بے مثل خلق، قولِ شیریں کے
بج رہے ہیں فضا میں سرگم سے
تیری اُلفت کا راگ اُبھرتا ہے
ہر رگِ جاں کے سازِ پُر دَم سے
آ بھی جاؤ! ہے زخمِ دل کا علاج
صرف دیدار کی ہی مرہم سے
محفلِ نعت، نور کا فیضان
وہی محروم، جو ہیں برہم سے
اہلِ دنیا ہیں پوچھتے ہنس کر
عشق کے سوز کا مزا ہم سے
ہے مقدر حقیقتاً خاور!
اُن سے وابستگیء پیہم سے

☼

در پہ بختِ رسا سے آتے ہیں
تیری حسنِ رضا سے آتے ہیں
یوں تو بے مایہ ہیں، مگر خاور!
اہلِ دل ہیں، وفا سے آتے ہیں

یہ حیاتِ مُستعارہ ہے فقط تری نظر سے
کہ مدارِ زیست قائم اِس حیات بخش اثر سے
یہی "دیدِ محویت" ہی دمِ زندگی کی بہار ہے
میرے قلب کا سکوں ہے رُخِ ضوفشاں گہر سے
یہ نظامِ جملہ عالم ہمہ تحتِ رمز و ایما
کہ اشارہ آشنا ہیں نگہِ زیر اور زبر سے
یہ بہارِ آفرینش یہ ظہورِ جملہ اسباب
ہے عدم وجود فرما اِسی نور کے اثر سے
اے طالبانِ مولا! تھامو اِنہی کا دامن
اُٹھتے ہیں سارے پردے اِنہی کی اک نظر سے
یہیں نور نور دھارے یہیں رحمتوں کی بارش
ہمہ آن جاری ساری صرف اِسی ہی رہگذر سے
زہے لذّتِ تلاوت یہ خدا سے ہم کلامی
تیرے قرآن کی بدولت تیرے در سے تیرے گھر سے
یہ عطائے خاص آقا! ہے ترے کرم کا صدقہ
جو ملا ہے دین و ایماں تیری رحمتوں کے در سے
دلِ خستہ و شکستہ ہے فقط بساط میری
وہ جو دل ہو شانِ شایاں اُسے لاؤں میں کدھر سے؟
اے پناہِ بے پناہاں! اے مواجہء تمنا!
اب حصولِ آرزو کا اک اشارہ ہو اُدھر سے
خواہ صبا اِسے اڑائے یہیں آ بسے گی آخر
کہ یہ جسمِ خاکِ خاور ہے اسی ہی خاکِ در سے

ترے حضور جو حاضر ہیں ناتوان فقیر
زِعشق کلِّ لساں ہیں یہ خستہ جان فقیر
فقط ہیں دید کے طالب بہ انتظارِ کرم
دیارِ عشق کے ساکن یہ بے گمان فقیر
ہو تم ہی جانِ تمنا' مدینہ منزلِ عشق
ہے آرزو کہ رہیں سرِ آستان فقیر
سما کی رفعتیں ہوں کہ لامکاں شانیں
بجا۔ یہ ارضِ حبیبؐ ہے آسمانِ فقیر
خدا پناہ دے قبض و بے حضوری سے
یہ مرگِ عاشقِ صادق ہے ناگہان فقیر!
مجالِ عرض نہیں ہے تو تابِ دید کہاں
حریمِ ناز میں کیسے کرے بیان فقیر
جسے تبسمِ جاناں کے پھول مل جائیں
وہی تو اصل میں خاور ہے کامران فقیر

☼

عشقِ جاناں سے دل ہو بے گانہ
زیست گویا فسون و افسانہ
سانس ذی روح کے مقدّر ہیں
زندگی ہے حضورؐ کا پانا

☼

ہم گنہگار و بے بضاعت تھے
سخت خفّت تھی روبرو ہوتے
رحمتِ حق تھی جوش میں۔ ورنہ
حشر میں ہم بے آبرو ہوتے

☼

صادق ہو طلب جن کی، بخت اُن کے جگاتے ہیں
یا خواب میں آتے ہیں یا در پہ بلاتے ہیں
عشاق پہ فضل و لطف، کیا جوش ہے رحمت کا!
عرفانِ الٰہ۔ اپنا، دیدار کراتے ہیں
بے تابیء الفت میں ہو تاب نہ جلووں کی
پھر رقّت قلبی سے تسکین میں لاتے ہیں
در عالمِ ناسوتی۔ در عالمِ روحانی
آگاہی و عرفاں کے نت دیپ جلاتے ہیں
انفاس کا تزکیہ۔ ارواح کی سیر و طیر
ہم اُن کے توسل سے انعام یہ پاتے ہیں
ہو رنج و الم کا جب، طوفانِ بلا انگیز
وہ دافعء ہر آفت۔ دکھ درد مٹاتے ہیں
وسواس ہوں خنّاسی۔ یا فتنہء ابلیسی
وہ اپنے غلاموں کو ہر شر سے بچاتے ہیں
تکوینی کہ تشریعی، کُل نظمِ خداوندی
خالق کی ہی مرضی سے سرکار چلاتے ہیں
یہ شانِ عطا واللہ۔ معطی کی عنایت ہے
مومن کے ارادوں کو تقدیر بناتے ہیں
محبوبِ خدا کی نعت۔ انعامِ الٰہی ہے
ہم شکر کی کیفیت، الفاظ میں لاتے ہیں
اسرارِ حریمِ ناز۔ اندازِ محبّ محبوب
سنتے ہیں جو ولیوں سے، محفل میں سناتے ہیں
اُس ذات پہ ہی خاور! تکیہ ہے ہمارا۔ جو
افسردہ و مردہ دل، فی الفور جِلاتے ہیں

گدائے آستانِ مصطفیٰ ہوں
جبھی تو بے نیازِ دو سرا ہوں
زہے یہ رحمت اللعالمینی
کہ جس کے سائے میں در پر پڑا ہوں
گنہگاروں کی بخشش کے اے ساماں!
طلبگارِ نگاہِ حق رسا ہوں
نظر فرمایئے رحمت سراپا!
گنہگار اور عاجز' بے نوا ہوں
ہوں یکسر بے عمل' بے ساز و ساماں
خوشا بخت آپ کا مدحت سرا ہوں
مری رگ رگ میں جلوہ گر ہو' واللہ!
کہ اس ہی نور میں نغمہ سرا ہوں
زہے فضل و کرم' یہ خوش نصیبی
کہ خاور امتی سرکارؐ کا ہوں

☼

ہم ہیں سرکارؐ کی ہر حسنِ ادا پہ قرباں
وہی سنت' وہی واجب و فرض ہم پہ بنی ہے
حجرِ اسود تجھے سرکارؐ نے بخشے ہیں جو بوسے
اُس لمس کو ہیں ہم چومتے' جو تجھ پہ سجی ہے

☼

درِ حضورؐ پہ آؤ فلاحِ دو سرا کے لئے
صلائے عام ہے عشاقِ مصطفیٰؐ کے لئے
تمام نعمتیں ارضی کہ یا سماوی ہوں
حقیقتاً ہیں غلامانِ مجتبیٰؐ کے لئے
مناؤ جشنِ ولادت جگہ جگہ کہ حضورؐ
عظیم نعمتِ رب ہیں ورا و ماورا کے لئے
بجز محبّ ہے کسے علم؟ حقیقتِ محبوبؐ
نیاز و عجز ہے ہدیۂ مدح ثناء کے لئے
یہ کشفِ سرِّ الٰہ یہ حرفِ کن فیکوں
اِسی حیات النبیؐ جانِ انبیاء کے لئے
اِسی جہان میں کر لو صحیح تعلقِ حق
مآلِ زیست ہے مومن کا یہ بقا کے لئے
یہ حکمِ آیۂ جاؤک آؤ پیشِ حضورؐ!
کہ آپ وجہِ اِجابت ہیں ہر دعا کے لئے
دعا کے اول و آخر پڑھو درود شریف
رہے گی ورنہ معلق دعا۔ رسا کے لئے
یہیں پہ مژدۂ رحمت ہے، مغفرت و نجات
مگر شرط ہے ادب ہر التجا کے لئے
جہان بھر کی یہیں ہوں گی ظلمتیں کافور
یہ نور نور اجالا تو ہے ھدیٰ کے لئے
ہمیں انہی کی غلامی پہ ناز ہے خاور
رضائے حق بھی ہے اِن کی ہی بس رضا کے لئے

ترے آستاں پر صدا کر رہے ہیں
ازل کا وہ وعدہ وفا کر رہے ہیں
ترا در ہے مطلوب و مقصودِ حقی
تمنائے دل برملا کر رہے ہیں
یہ جود و کرمؐ بارشِ لطف و رحمت
عطا در عطا وہ عطا کر رہے ہیں
عنایاتِ ربیؐ ہدایت کے انوار
ہمہ آن پیہم بپا کر رہے ہیں
انہی کے ہی دم سے ہے رحمتِ ربی
رگ و ریشہ شکرِ خدا کر رہے ہیں
سزا ظلم تک ہےؐ جزا بے عدد ہے
روا سب پہ فضلِ خدا کر رہے ہیں
ہیں کیا شانِ محبوبیّت کے یہ انداز
ہو اُمت کی بخشش دعا کر رہے ہیں
اطاعت ہی خاور ہے غائیتِ ہستی
جسے بخت ور ہی ادا کر رہے ہیں

☼

رُخِ انور کے بینا و شیدا
سمت واحد بنا کے رکھتے ہیں
بزمِ جاناں کے حاضریں خاور!
دل کو شاہد بنا کے رکھتے ہیں

☼

دامن بڑھایئے! ترے دامان کی قسم
تمہی مرا ایمان ہو' ایمان کی قسم
اے تاجدارِ طیبہ و بلدالامیں! ہمیں
ایقاں تیرے یقین پہ' ایقان کی قسم
تیرا ہر اک فرمان ہے' فرمانِ ذوالجلال
تابع ہیں ہر فرمان کے' فرمان کی قسم
حق ہے وہی' جسے کہ تو نے ہی حق کہا
حق کی یہی پہچان ہے' پہچان کی قسم
شانیں خدا کی آپ سے ظاہر ہیں برملا
شانِ شیونِ حق! تری اس شان کی قسم
ہر لحظہ نو بہ نو ہے ظہورِ تجلیات
انوارِ ذوفشاں کے اِس تابان کی قسم
حرمت تری حقیقتاً ہے عشق آزما
سو جان سے فدا ہیں' ہر جان کی قسم
امت کی مغفرت کی دعا آخر تلک رہی
احسان در احسان ہیں' احسان کی قسم
بس آپ کا ہی ساتھ میسر رہے ہر آن
دل کا یہی ارمان ہے' ارمان کی قسم
میرے ہر اِک مرض کے مسیحا تمہی تو ہو
درمانِ ہر الم! ترے درمان کی قسم
ہے فیض عام' نورِ نبوت طراز کا
خاور پہ یک نگاہ' نور افشان کی قسم

نظریں اُٹھیں اور رحمتوں کی شان بن گئیں
دِلدادگانِ حسن کی تو جان بن گئیں
عکسِ رُخِ جمال کی جلوہ فشانیاں
دل کی جلاء سکون کا سامان بن گئیں
دیکھا جو مسکرا کے مریضانِ عشق کو
یارو! وہ مسکراہٹیں درمان بن گئیں
معجز بیانیاں ہی اُس حسنِ کلام کی
گاہے حدیث اور گہے قرآن بن گئیں
فضل و کرم کی کیوں نہ اسے انتہا کہوں
احسانِ رب سعادتیں ایمان بن گئیں
ہر شعبہ ہائے زیست میں ہر ایک کے لئے
اُن کی ادائیں لائحۂ رحمٰن بن گئیں
خاور یہ اُن کے حسنِ تصور کا فیض ہے
رعنائیاں خیال کی عرفان بن گئیں

☼

رضائے حق ہدایت اور سعادت
نجات و مغفرت رحمت سیادت
کرم ہے فضل ہے انعامِ ربی
یہ انعمت علیھم کی رفاقت

☼

ہے جبکہ استقامت میں کرامت
عطا ہو معیّت کی استقامت
رضا۔ خوشنودی و دائم حضوری
نہیں اس سے کوئی بڑھ کر کرامت

☼

حاصلِ جستجو کی فقط جستجو رہے
ہر لحظہ اُن کا رُو ہی مرے روبرو رہے
اے جانِ عاشقاں! ذرا مجھ پر بھی وہ نظر
دل میں بھی تو بسے، تو نظر میں بھی تُو رہے
وہ جن کی ذاتِ پاک سے اللہ کی معرفت
پیشِ نظر بس اُن کی ہی آرزو رہے
اُن مے کشوں کے بخت پہ قربان، جن کے ہاں
ساقی کی چشمِ مست کے جامِ و سبو رہے
وابستگانِ دامنِ محبوب۔ بامراد
راندۂ بارگہ ہی بے آبرو رہے
ایماں کی جان، حرمتِ محبوبِ کبریا
دلدادگاں "قتیلِ ہماں آبرو" رہے
گستاخ و بے ادب کی شرارت پہ بے دریغ
عشاق جاں بکف اُن کے دُو بدُو رہے
مولائے کُل! وہ ہمت و توفیق ہو عطا!
طوقِ متابعت ترا زیبِ گلو رہے
دیں کے قیام و نظم پر، رہبر ہیں بے یقیں
نظرِ کرم! کہ دین کا یاں رنگ و بو رہے
اے چارہ ساز و جانِ مسیحا! مرا یہ زخم
ہرگز کسی نہ غیر کے زیرِ رفو رہے
خاور گدائے خستہء اِیں آستانِ پاک
حاضر حریمِ ناز میں بس روبرو رہے

بے چارگان تیرے ہی چارے کے منتظر
بیٹھے ہیں در پہ دید کے یارے کے منتظر

حاضر ہیں یہ غلام پئےِ اکتسابِ فیض
ارض و سما کے نور کے دھارے کے منتظر

مرہونِ منت تو ایمؑ اے رحمتِ تمام
ہیں کلھم تیرے سہارے کے منتظر

اُمت کے عاصیوں کے سفینے، مرے حضورؐ!
در بحرِ بیکراں ہیں کنارے کے منتظر

اے دل! کہیں نہ عشق کا ہو جائے راز فاش
آداب تو ہیں ضبط سہارے کے منتظر

مرضیءِ حسنِ یار حجاب آرا کہ بے حجاب
پر ناصبور، دید کے چارے کے منتظر

اللہ رے یہ تجلّیاں و ضوفشانیاں
نظارے اِن پہ وارے نیارے کے منتظر

مانا کہ بے نیازیاں ہیں حسن کی ادا
ہر حال میں عشّاق، اشارے کے منتظر

وارفتگانِ شوق کے بے تاب ولولے
خاور کی مثل عشق کے مارے کے منتظر

☼

زندگی تُو ہے آزمائش گاہ
پوچھ ہو گی ترے اسیروں سے
ہے یہ جنگاہ عالمِ ناسوت
کوئی بچتا ہے اس کے تیروں سے!

اے کہ ترے جمال سے بقعۂ نور کائنات
حسنِ تجلیات سے شعلۂ طور شش جہات
کارِ جہاں و نظم و ضبط، تیرے وجود سے فقط
تیرے ہی دم سے ہے عیاں، خالقِ کُل کی مرضیات
باعثِ خلق آفریں! ہر دو سرا کے اے مکیں!
تیرا وجود بالیقیں، مظہرِ ذات اور صفات
تیرے طفیل ہست و بود، کنزِ خفی سے روشناس
ورنہ عدم کے حال میں، جانتا کون عین ذات؟
آپؐ کی ہی اطاعتیں، رب کے حضور عبادتیں
وجہِ فلاحِ دو جہاں، اور ہیں باعثِ نجات
ممکن نہیں کہ آ سکیں، حصر میں رب کی نعمتیں
شکرِ عظیم ہے یہی، طاعتِ آں ہمہ صفات
ذکرِ نبیؐ ہے ذکرِ حق، خاور اسی میں گم ہے اب
آہ! زہے ہو باریاب، بہرِ حبیبِ پاک ذات

☼

زاہدو! تم کو عبادت پہ صلہ کی خواہش
فرضِ عین ہے جو اُس پہ بھی گویا نازش؟
ہم ہی دست ہیں، دم لیں گے مدینہ جا کر
ہے جہاں جود و سخا اور عطا کی بارش

☼

عمر بیتی خدا خدا کرتے
تھا یہ عہدِ ازل، وفا کرتے
زندگی نے وفا نہ کی خاور!
اس کا ہم کس سے پھر گلہ کرتے؟

☼

نگاہِ لطف و کرم ہے بشر بشر کے لئے
سلیقہ چاہیئے' مائل ہوں وہ نظر کے لئے
طلب تو ہر شے کی ہے اے نفس! لیکن
وہ اور شے ہے مگر کہ ہے اثر کے لئے
یقین و صِدق و طلب ہو' تو جہد بھی پیہم
کہ ہو مجلّیٰ یہ دل' نظر خبر کے لئے
صفائے طینت و قلبِ سلیم۔ ذوقِ طلب
اُنہی سے مانگو۔ ملے گا رساء در کے لئے
فقط اطاعت کامل ہے دین اور ایماں
ہمیں تو کافی ہے نعمت یہ عمر بھر کے لئے
زہے یہ رحمتِ حق' زہے یہ حسنِ عطا
ازل سے بخت ملا ہے اسی ہی در کے لئے
ہو فتحِ باب' گدایانِ آستاں کا حضورؐ!
اشارہ چاہیئے ابرو کا کچھ اِدھر کے لئے
یہ جان بھی تو ہے' تیرے خدا کا ہی عطیہ
جو بے بساط ہے لایا تری نذر کے لیئے
معاملہ تو یہاں دل کا صرف ہے خاور!
دلِ سلیم تو پیدا کرو نظر کے لئے

☼

ریشہ ریشہ ہے مرکزِ جلوہ
جسم وادیٔ طُور ہے گویا!
اُس تجلّی کے ایک پرتو سے
قلب بقعۂ نور ہے گویا!

☼

جو راز تھے نامعلوم، آغاز سے تا انجام
سرکارؐ کے صدقے میں، بر لوحِ ہوئے اِرقام
یہ حمد و ثنا انداز، یہ "صلِ علیٰ" آداب
ہم عشق کے ماروں کو، کیا خوب ملے انعام
یہ نیم شبی نالے، یہ آہ و فغاں، واللہ!
ہیں جوش میں رحمت کو، لانے کے فقط ہنگام
اک رقّتِ قلبی بھی، آنکھوں میں بھی شبنم سی
لگتا ہے مدینے سے، آتا ہے کوئی پیغام
گہ گرمیِ دل پُرسوز، گہ روح کی تڑپ دل سوز
اُس چشمِ کرم کے خوب، انداز ہیں خوش اندام
اوراد و وظائف میں، تاثیر نظر سے ہے
بن فضل و کرم ورنہ ہنگامہء صبح و شام
تاثیرِ نظر کے بھی، انداز نرالے ہیں
گہ مرہمِ دل آرام، گہ خنجرِ خوں آشام
اے محتسب و قاضی! کیوں، چھیڑتے ہو ہم کو؟
ہم ساقیء کوثر کے، ہیں مستِ مئے گلفام
وہ جس کی حقیقت تک، ہے پہنچ ہی ناممکن
اُس حسن کی نعتوں کا ہو گا نہ کبھی اِتمام
دربارِ رسالتؐ کی، مل جائے جو دربانی
سمجھیں گے کہ ہیں مولا! خوش بخت، نکوفرجام
اُس شافعء محشر کے، اِک اُمتی تم بھی ہو
سوچا ہے کبھی خاور؟ تم کتنے ہو خوش انجام

سرکارؐ کا ذکرِ خیر' گفتار کی زینت ہے
اور اُسوہ کو اپنانا' کردار کی زینت ہے
خوابوں میں' خیالوں میں' سوچوں میں' نگاہوں میں
قائم جو تصور ہو' افکار کی زینت ہے
احوال و مقامات و کیفیتِ قلبی میں
گر ضبط کا یارا ہو' اسرار کی زینت ہے
جلوؤں کی فراوانی' ہر لحظہ یہ افزونی
روضہ یہ تجلی گاہ' انوار کی زینت ہے
ہو بخت اگر یاور' ہوں سامنے جلوہ ریز
یہ نورِ زیارت تو' زوّار کی زینت ہے
دیدار کا طالب تو' محروم نہیں رہتا
سرکارؐ کی مرضی ہی' دیدار کی زینت ہے
تابِ رُخِ انور بھی' اُن کا ہے کرم خاور
بے تاب تمنا بھی' اظہار کی زینت ہے

☼

علم و حکمت ہو رزق یا نعمت
بہ مقدر خدا سے ملتے ہیں
دارالاسباب کے جو ہو قاسم
تیرے دستِ عطا سے ملتے ہیں

☼

تاجدارِ حرم کا منگتا ہوں
سر درِ آستاں پہ رکھتا ہوں
میں ہوں خاور انہی کا شیدائی
دم بدم دم اُنہی کا بھرتا ہوں

☼

رخِ انور۔ حضوریء محفل!
تیرے دلدادگان کی منزل!
اپنی بگڑی بنے گی اُس ہی گھڑی
آپ ہی ہوں گے جس گھڑی مائل
عشقِ بے تاب؛ صبر کی ضد ہے
کس طرح پھر ہو دیر کا قائل؟
چشمِ لطف و کرم جو ہو جائے
پھر یہ سمجھیں گے عشق ہے کامل
کچھ ذرا سا نقاب اُٹھ جائے
کاروانِ میرؐ! زینتِ محملؐ!
حسن پھر آشکار ہو کیسے؟
بے نیازی اگر رہے حائل
یہ مدینہ یہ جنّتِ دیدار
ہے تمنا کے بحر کا ساحل
زندگی اس حرم سے وابستہ
جانِ جاناں و رونقِ محفل!
ہمرہِ کارواں ہی بالآخر
جلوہء دید کے ہوئے قابل
استقامت۔ طلب کی لازم شرط
ورنہ یارو! حصول ہے مشکل
اک حُدی خواں رہے یہ خاور بھی
کہ ہمیشہ ہو ہمرہِ محمل

☼

جنونِ عشق میں دل' اضطرار کی صورت
نگاہِ لطف و کرم ہو' بہار کی صورت
سکوں محال ہے ہم کو اُس آستاں کے بغیر
یہی ہے غنچۂ دل کے نکھار کی صورت
بغیر دید کے جبکہ ہو چین ناممکن
تو میرے بس میں نہیں ہے انتظار کی صورت
یہ تیری بندہ نوازی پہ ہے فقط موقوف
رہے یہ دید میسر' قرار کی صورت
حضورؐ! جن کو ہے حاصل سعادتِ قربت
تو اُن کی زیست ہے جاوید دار کی صورت
یہ نور نور اجالا' یہ مطلعِ انوار
جہانِ ہست ہے نصف النہار کی صورت
تھا ایک عالمِ ھُو جو بے نشاں کا نشاں
ظہورِ پاک سے نکھرا بہار کی صورت
اگر ہے چشمِ بصیرت تو دیکھ لو یارو!
یہ رحمتوں کا تسلسل' پھوار کی صورت
حضورؐ کی ہی غلامی' فلاحِ دنیا و دیں
یہی ہے رمزِ نہاں افتخار کی صورت
اگر ہو اُسوۂ نبویؐ پہ زندگی کا مدار
تو قول و فعل نمایاں' شعار کی صورت
یہی تقاضائے زیست و مدعا ہے اور!
کہ روبرو ہی رہے اُس نگار کی صورت

طلب کی غرض اور غائیت ہیں سید و سرورؐ
کہ مدعائے حقیقت ہیں سید و سرورؐ
وہ اِک حقیقتِ کبریٰ و نکتہء وحدت
شیونِ حق کی علامت ہیں سید و سرورؐ
کمالِ ظاہر و باطن' عروجِ عبدیّت
ولیء نعمت۔ سعادت ہیں سید و سرورؐ
وہ نورِ اول و آخر' وہ جانِ کون و مکاں
لطافتوں کی لطافت ہیں سید و سرورؐ
وہی شریعت' طریقت و حکمتِ کُلّی
منارِ رشد و ہدایت ہیں سید و سرورؐ
خدائی رقص کناں ہے' عجیب وجد سماں
کہ رب کا احساں' عنایت ہیں سید و سرورؐ
انہی کا دامنِ رحمت دلیلِ فوز و فلاح
لزوم و واجبِ طاعت ہیں سید و سرورؐ
درِ حضورؐ ہی لاریب منتہی منزل
کہ معرفت کی نہایت ہیں سید و سرورؐ
ہے بزمِ نعت پہ خاور جو بارشِ انوار
کہ شعر زیرِ سماعت ہیں سید و سرورؐ

☼

عظمتِ مصطفیٰؐ کے شیدا ہی
بے گماں راہِ حق کے ہیں راہی
بے ادب یہ مقام کیا جانیں
وہ ہیں گستاخ اور گم راہی

☼

رمزِ دیں کی فہم سے ظاہر مقامِ مصطفیٰؐ
رب کی خوشنودی‘ فقط در احترامِ مصطفیٰؐ

نصِ قطعی سے ہے ثابت‘ آپ وجہِ خلق ہیں
اللہ اللہ شانِ عظمت‘ احتشامِ مصطفیٰؐ

خالقِ کُل نے کیا ہے آپ کو مختارِ کُل
ہست ہے مرہونِ حسنِ انتظامِ مصطفیٰؐ

فضلِ رب العالمیں ہیں رحمت اللعالمیں
ہے محیط ہر شے پہ رحمت کز بنامِ مصطفیٰؐ

خود شناسی‘ معرفت‘ پھر وصلِ ذاتِ کبریا
از دل و جاں پیروی ہر گام گامِ مصطفیٰؐ

حرف گیری کفر ہے معراج جیسی شان پر
ذاتِ سبحاں نے کیا بالا مقامِ مصطفیٰؐ

انحصار ایمان کا‘ سرکارؐ پر محکم یقیں
عقل عاجز از بلندی ہائے بامِ مصطفیٰؐ

ہر سواری تھی مکلّف اِک مقامِ خاص تک
پھر حریمِ ذات تک‘ خود اہتمامِ مصطفیٰؐ

کاش خاور کے یہ گلہائے عقیدت ہوں قبول
جو بشکلِ نعت ہیں یا رب بنامِ مصطفیٰؐ

☼

نغمہ آرائی جُوئباروں کی
شانِ رفعت ہے کوہساروں کی
کس کے میلاد کی نوید ہے یہ؟
آفرینش کے شاہکاروں کی

☼

زہے یہ فیضِ نگہ، زہے یہ فضل و کرم
کہ ہم فقیروں کو ہے سکونِ قلب بہم
دلوں پہ بارشِ انوار کا ورود و نزول
سراپا رحمت و برکت، عطا بہ خیر الامم
انیس و ملجا و ماویٰ طبیب و چارہ ساز
اُنہی کے لطفِ کریمی سے دور سارے ھمم
کلید و کنز العلوم، ہر ایک عُقدے کا حل
وہ تاجدارِ حرم۔ وہ شہ عرب و عجم
بہارِ زیست ہے دید رُخِ ہمہ تن نور
کہ ہیں تمنا کا حاصل مسیح رنج و الم
ہیں جانِ کون و مکاں و روحِ سِّر و عیاں
وہ نورِ اول و آخر۔ مبین و نورِ اتم
نہ فرقِ میری غریبی، نہ حق کسی کا تلف
نظامِ عدل وہ قائم کہ حق ہو بیش نہ کم
نظر نظر میں سمایا ہے گنبدِ خضرا
جو عاشقوں کی ہے منزل۔ سجود اور قیم
خوشا یہ بختِ زیارتِ طیبہ و بطحا
کہ جس سے بڑھ کے نہیں جہان بھر کی نعم
یہ سوزِ عشقِ عرب بھی عجم کو اُن کی عطا
کہاں وہ نورِ حجازی، کہاں یہ خاکِ عجم
مدام ذکر وہ خاور! ہو جس سے قربِ حضور
ادائے ذکر میں ورنہ کمی ہے اور سقم

جو چشمِ مست کے مستانہ ہوں گے
وہی تو رونقِ مے خانہ ہوں گے
زہے ساقیٔ کوثر کا یہ اعجاز!
کہ مے کش مینا و پیمانہ ہوں گے
گہے یہ کیف و مستی کی علامت
گہے خود جُرعۂ دُردانہ ہوں گے
فدایان و نگہدارانِ ناموس
تو شمعِ حسن کے پروانہ ہوں گے
وفا۔ صدق و صفا کے ہی تو پیکر
تب و تابِ صفِ یارانہ ہوں گے
حریمِ ناز کے محفل نشیں ہی
ہمہ تن حکمتِ فرزانہ ہوں گے
انیسِ خاطرِ عشاق۔ یارو!
سزا وارِ درِ جانانہ ہوں گے
علوءِ رتبۂ جاناں کے منکر
بھری محفل میں ہی بیگانہ ہوں گے
دلوں کی زندگی' تیری محبت!
وگرنہ فطرتاً ویرانہ ہوں گے
کہاں خاورؔ کہاں وہ بزمِ جاناں
کہاں ہم جیسے واں دیوانہ ہوں گے

عشق والے نکھر نکھر ہی گئے
ظاہراً گو بکھر بکھر ہی گئے

در سفر در حضر جدھر بھی گئے
تیری یادوں کے ہم سفر ہی گئے

تیرے نقش قدم پہ جو بھی چلے
دو سرا میں سنور سنور ہی گئے

تم ہی جانو اُن رہ نوردوں کا
جو تری دُھن میں عمر بھر ہی گئے

جس طرف ہی وہ زلف لہرائی
رحمتوں کے سحاب اُدھر ہی گئے

چشمِ ساقی کا دیکھیے اعجاز
اک نظر کیا اُٹھی، سنور ہی گئے

اللہ اللہ یہ قربِ عین و وصال!
وہ جو لمحے ٹھہر ہی گئے!

رنج و غم یا خوشی کے عالم میں
ہم ترے آستان پر ہی گئے

مختصر سی تھی زندگی، تاہم
چار و ناچار کچھ تو کر ہی گئے

موت آئی تو کیا ہوا خاور؟
آخر الامر اپنے گھر ہی گئے

ہم محفلِ میلاد سجائیں گے نبیؐ کی
اللہ کی شناسائی‘ عنایت ہی انہی کی
محبوب ہیں خالق کے‘ یہی وجہِ تخلیق
روشن ہوئی غائیت یہ خفی اور جلی کی
اس ذاتِ معظم کا ثنا خواں خود اللہ
شاہد خود آیات ہیں قرآن و وحی کی
وہ مرکزِ انوار‘ وہ فیضانِ الٰہی
ہر درد کا درمان‘ تسکین سبھی کی
آؤ کہ کریں ذکر سدا اِن کا‘ کہ ہم بھی
اُس صف میں ہوں شامل‘ ہے محبانِ نبیؐ کی
سرکارؐ کی خوشنودی ہے‘ تکریم صحابہؓ
حسنینؓ و بتولؓ اور علیؓ‘ ولی کی
ویرانیء دل غور سے سن لے کہ تری
زرخیزی ہے محتاج‘ محبت کی نبی کی
ہم گنہگار ہیں‘ ناچیز و ادنیٰ سے غلام
پھر بھی رحمت کی عطاؤں نے کوئی نہ کمی کی
تیری نعتوں میں جو تاثیر و مہک ہے خاور
خوشبو یہ رچی ہے اسی عشقِ نبیؐ کی

☼

روشن ہے ہست ترے ہی حسن و جمال سے
مانندِ ماہتاب منوّر زِ آفتاب
مرکزِ علم و دانش و حکمت تری حریم
ہم پہ بھی ہو نگاہ‘ کہ ہو جائے فتح یاب

☼

ہر اُٹھتی نظر اُن کی، میخانے پہ مے خانہ
مے کش کو بقدرِ ظرف پیمانے پہ پیمانہ
سر مستی پہ ہشیاری، اعجاز ہے محفل کا
آداب میں فرزانہ مستانے پہ مستانہ
در ساقیء کوثر کا، ہے باز ازل سے ہی
محروم وہی ہے جو، بیگانے پہ بیگانہ
وہ شمع ہمہ تن نور! وہ جلوۂ حق، جس پر
جلنے کو لپکتا ہے، پروانے پہ پروانہ
اُس حسن کی حرمت پر، سر رکھ کے ہتھیلی پر
ہر دور میں آتا ہے، نذرانے پہ نذرانہ
وہ رازِ حقیقت جو، ادراک سے باہر تھا
بے سمجھے بنا ڈالا، افسانے پہ افسانہ
انداز ہیں محبوبی، اعجاز مسیحائی
بیمارِ محبت سے، یارانے پہ یارانہ
کیفیت و محویت، ہر خلوت و جلوت میں
دلِ اُن کے تصور میں بہلانے پہ بہلانا
خاور کا بھی دل یارو! اِک طرفہ تماشا ہے
گنجان سی آبادی، ویرانے پہ ویرانہ

☼

جسم و جاں تیری محبت میں ہی دے آیا ہوں
جذبۂ عشقِ تری بزم میں لے آیا ہوں
یہ ہی خاور تھی بساط و متاعِ کُلی
جو ازل سے ہی سنبھالے ہوئے آیا ہوں

غبارِ جادۂ جاناں بنیں گے
تو اہلِ روضۂ رضواں بنیں گے
طلب کے ولولوں کے شوخ جذبے
دلِ بے تاب کے ارماں بنیں گے
منور ہیں نقوشِ پا کے آثار
دلیلِ تحملِ خوباں بنیں گے
فلاحِ دو جہاں......؟ دامانِ رحمت
غلامِ صاحبِ داماں بنیں گے
تبسم کے مسیحانہ یہ انداز
مرے ہر روگ کا ساماں بنیں گے
کمال اُس اک اُچٹتی سی نگہ کا
جو ہم بھی صاحبِ عرفاں بنیں گے
زہے یہ حاملِ قرآں کا اعجاز
کہ قرآں خوانؔ خود قرآں بنیں گے
مرے پُر سوزؔ پُر تاثیر اشعار
گدازِ قلب کا ساماں بنیں گے
جلا کر داغ ہائے سینۂ خاور!
چراغِ محفلِ جاناں بنیں گے

☼

اے مرے ہم سلوک درویشو!
دنیا داروں کی آس کیا لینا
اہلِ فقر و غنا و مستی کو
اہلِ باطل کے پاس کیا لینا

☼

جس نور پہ اللہ نے، قرآن اُتارا ہے
خوشنودیء اللہ کا، مطلق وہ سہارا ہے

ہر قولِ رسول اللہ، ہر فعلِ حبیب اللہ
فرمانِ الٰہی ہے، "دراصل ہمارا ہے"

گاہے ہے "وحی متلو"۔ گاہے یہ "بجز متلو"
لحنِ یہ خداوندی ہی قولِ دُلارا ہے

اے مظہرِ ذاتِ حق! ہو حاضر و ناظر بھی
بے شک بہ صمیم قلب، ایماں یہ ہمارا ہے

اے ارض و سما کے نور! اے حق کی تجلیات!
روشن ترے جلووں سے، یہ ہست ہی سارا ہے

ہستی کے سمندر میں ملحق بہ زمیں بطحیٰ
اُمت کے سفینے کا، طیبہ ہی کنارا ہے

اس عالمِ ہستی کے گرداب سے بچنے کا
بس آپ کا دامن ہی، ملجا و سہارا ہے

اے زائرِ روضہ پاک! آہستہ و بے صوت آ
اس حرم مقدس میں، "اللہ کا دُلارا" ہے

جس نور کے پرتو سے سارے ہیں جہاں روشن
اِس گنبدِ خضرا میں، وہ نور کا دھارا ہے

کیا شرک ہے بے ادبو؟ اُس نور کی "دربوسی"
جو بعدِ خدا برتر، محبوب پیارا ہے

اے رحمتِ بے پایاں! اے دافعِ رنج و غم!
ہر گام پہ خاور کو، بس تیرا سہارا ہے

☼

تجلیء حق کی ضیاء چاہتے ہیں
ترے رب کا تجھ سے پتہ چاہتے ہیں
نگاہِ کرم اور دائم حضوری
نہ کچھ اور اس کے سوا چاہتے ہیں
جنونِ محبت فزوں تر ہو ہر دم
یہی تجھ سے تیرے گدا چاہتے ہیں
جو قلب عمرؓ پر ہوئی جلوہ ریزاں
اسی نور کی کچھ ضیاء چاہتے ہیں
خلوص و وفائے گدایاں ہو مقبول
اے نکتہء ایماں نگہ چاہتے ہیں
متاعِ دل و جاں نچھاور ہے سرکار
غلامی کا دائم پٹہ چاہتے ہیں
یہ رحمت و فضل و کرم اللہ اللہ!
کہ اُمت کی بخشش سدا چاہتے ہیں
ہو حشر و نشر صالحیں کے ہی ہمراہ
رفاقتِ اہلِ وفا چاہتے ہیں
یہی سب سے بڑھ کر ہے نعمت کہ خاور
خدا سے حبیبِ خدا چاہتے ہیں

☼

یَومَ نَدعو کُلَّ اُناسٍ بِاِمَامِھِم
بے حزن و خوف ہوں گے مقرب بروزِ حشر
جب سب پکارے جائیں گے نامِ امام پر
صد شکر سہروردیہ نسبت کے فیض سے
ہونگے امام ساتھ ہر ایک گام پر

میں زخم ہائے سینہ سوزاں کا دانہ دانہ شمار کر لوں
برائے ذکرِ مدام یارو! پرو کے تسبیح یار کر لوں
نظر نظر ماسوائے حق سے، ہٹی ہوئی ہے نہ مجھ کو چھیڑو
یہی غنیمت ہے وقتِ فرصت، اِسی کو نذرِ نگار کر لوں
چمن چمن میں جو ہے چراغاں، چراغ زخموں کے جل رہے ہیں
عجب منیرؔ یہ روشنی ہے، اِسی کی لَو لَو شرار کر لوں
رہِ طلب میں قدم قدم پر، جنونِ اُلفت ہے کارفرما
بتاؤ اِس حالِ دل کو کیسے رہینِ صبر و قرار کر لوں
نہ فکرِ سُود و زیاں و عقبیٰ، نہ اس جہاں کی ہے کوئی پرواہ
یہ ہے تقاضائے عشقِ کامل، کہ دل کو بہرِ نگار کر لوں
اے وجہ و غاییتِ خلق و تکوین! اے رنگ و بوئے بہارِ گلشن!
حیاتِ فانی کو تیرے صدقے، میں رشکِ فصلِ بہار کر لوں
کبھی تو ہوگا ہی بخت یاور، کبھی تو حسرت بھی ہوگی پوری
یہی تمنا کا ماحصل ہے کہ تجھ سے عشق استوار کر لوں
کسی بہانے ہی خواہ آؤ، پہ تیری سنگت رہے ہمیشہ
اِسی وسیلے سے جانِ جاناں! حیات کو پائیدار کر لوں
کہاں وہ مہرِ منیر و تاباں، کہاں یہ ذرۂ خاک خاور
سدا ہو گر انعکاسِ جلوہ، تو جسمِ خاکی کو تابدار کر لوں

☼

غلامِ سہروردی سلسلہ ہوں
اِسی کے نور کی گویا ضیا ہوں
اگرچہ ذرۂ خاکی ہوں خاور
ز فیضِ پیرِ کامل مہر و مہ ہوں

☼

خوشا آئے ہیں وہ جانِ بہاراں — بہ انوار و تجلی ہا ہزاراں
جلو میں عاشقانِ پاک طینت — زہے یہ ہمرکابی شاہ سواراں
نگاہِ ناز اُٹھ جاتی ہے جس سمت — بدل جاتی ہے پھر تقدیرِ زاراں
مسیحائی و دلجوئی و شفقت — مثالِ موجِ بحر و آبشاراں
سخا۔ جود و کرم اور عطا بھی — بلا تخصیص ہے بر حالِ زاراں
تواتر اور فراوانیٔ انوار — کہ رشکِ مہر و ماہِ تابداراں
جنہیں اُن کی غلامی کا شرف ہے — بلند اُن کا ہے بخت از تاجداراں

کوئی دیکھے تو خاورؔ جوشِ رحمت
مسلسل اور وسیع تر مثلِ باراں

☼

بزمِ جاناں میں حاضری خاورؔ
نورِ عرفاں و آگہی و شعور
نعت گوئی و نعت خوانی سے
لِلّٰہ الحمد وصل و قُربِ حضورؐ

☼

عبث ایں سلسلۂ زندگانی
بہ ذاتِ حق تعلق گر نہ قائم
ہمہ لحظہ قدم بر راہِ حق نہ
بدست آور فلاح و فوزِ دائم

☼

یہ گنبدِ خضرا ہے جنّتِ دیدار
ہمارے تو ملجا و ماوا ہیں سرکارؐ
ہے اُن کا ہی دامن' دامانِ رحمت
اُنہی کی غلامی سے ہے بخت بیدار
شریعت' طریقت' حقیقت و عرفاں
سراپا تجلّی و عالمِ انوار
انہی کی رضا ہے رضائے الٰہی
کہ ہیں آپ اللہ کے محبوب' دلدار
علومِ خفی اور جلی کے ہیں حامل
وہ مرکزِ عرفاں و کاشفِ اسرار
وہ جانِ دو عالمؐ وہ زینتِ ہستی
وہ چشمہء حیواں و مطلعء انوار
زہے فضلِ ربی' خلائق پہ احساں
ہدایت و رحمت' محبت و پندار
وسیلہء فوز و فلاحِ دو عالم
ہیں مشکل کشا اور مفتاحِ ہر کار
ہماری تمنا و مطلوب و مقصود
ہم اُنکے ہی دم سے ہیں زندہ و بیدار
ہوئی جو نصیب ان کے در کی غلامی
یہ اُن کے ہی فضل و کرم کے ہیں آثار
مقرب جو ہیں' دیکھ شان اُن کی خاور
کہ سیاٰت بھی اُن کی ''حسنات الابرار''

☼

ہوا ہے فتح باب یار آ گیا ہے
دلِ مضطرب کو قرار آ گیا ہے
چمک اُٹھا بختِ سکندر ستارہ
نصیبوں پہ اپنے پیار آ گیا ہے
رسا آہیں۔ نالے۔ دعائیں بھی مقبول
کہ شجرِ تمنا پہ بار آ گیا ہے
بدن کے ہر اک ریشے ریشے میں گویا
بہار آ گئی ہے نکھار آ گیا ہے
ہے ذرّہ نوازیء حسنِ حقیقت
جو با گیسوئے تابدار آ گیا ہے
عطائے خصوصی ہے تابِ رُخِ یار
بہ باطن ہی جو تابِ یار آ گیا ہے
سراسر عنایت ہے جلوہ نمائی
یہ حسنِ رضا بار بار آ گیا ہے
ہے نغمہء "وصلِ علیؓ" سازِ دل پر
تو وجد آ گیا ہے خمار آ گیا ہے
مجھے مل گئیں نعمتیں دو جہاں کی
زہے رحمتِ کردگار آ گیا ہے
وہی اہل دیدار کا جو ازل سے
اسی دُھن میں با انتظار آ گیا ہے
تصدق میں اِس فضل و لطف و کرم پر
غلاموں میں خاورؔ! شمار آ گیا ہے

معراج شریف

یہ کس ہستی کا جشنِ پُر حشم ہے؟ — خدائی احتراماً سر بہ خم ہے
بہ جسمِ ظاہری معراج و اَسریٰ — کہ یکتا۔ نادر و اکمل اَتم ہے
ہیں جبریلِ امیں خود لینے آئے — تو اُن کا ساتھ سدرہ تک بہم ہے
براق و زفرف و مخصوص مرکب — طلسمِ فاصلہ گویا قدم ہے
امامت انبیا در صحنِ اقصیٰ — حقیقت آپ ہی معجز رقم ہے
یہ سیرو دید سبحان اللہ! اللہ! — بیاں سے ماورا عاجز رقم ہے
ہر اِک لحظہ ہر اک لمحہ ہی گویا — عطا و لطف اور فضل و کرم ہے
ندائے اُدنُ منّی۔ اُدنُ مِنّی — برائے قرب تر ناز و نعم ہے
جہاں الا اللہ! الا اللہ! قائم — وہاں ہر ماسوا اللہ عدم ہے
الوہیّت و عبدیّت تقرب؟ — یہ رمزِ قاب قوسین ہی کتم ہے
زہے یہ خوش نصیبی پیشِ حق بھی — انہیں امت کا ہی بس فکر و غم ہے
طفیل اُن کے نمازوں کا یہ تحفہ — عطائے حق بہ ایں خیر الامم ہے
زاِصرارِ کلیمیؑ بہرِ تخفیف — مکرّر دید کا موقع بہم ہے
ملاحظہ جنت و دوزخ بھی گویا — بشیری اور نظیری کا علَم ہے

وہی معراجِ جسمانی کا منکر
جو خاور اجہل و اعمیٰ صنم ہے

☼

ہے بجا دل کا سکوں ذات کے دیدار میں ہے
جذبہء شوق حقیقت کے ہی اظہار میں ہے
لن ترانی میں مگر رمز یہ مضمر ہے کلیمؑ
روبرو دید کا یارا میرے دلدار میں ہے

☼

لطف جو اُن کی غلامی میں ہے، جی جانتا ہے
نشہ جو ذکرِ دوامی میں ہے، جی جانتا ہے
نعت خوانی، یہ سماعت یہ درود و سلام
کیف جو مدح، سلامی میں ہے، جی جانتا ہے
اور تصوّر کی ہمہ گیری و رعنائی کا
حظ تو محوّیتِ تامی میں ہے، جی جانتا ہے
ہر گلی کوچہ مدینے کا ہے خوشبو آمیز
مشک جس ناز خرامی میں ہے، جی جانتا ہے
حاضری روضۂ اطہر و زیاراتِ حرم
یہ طلب اذنِ گرامی میں ہے، جی جانتا ہے
اللہ اللہ! یہ حضوری کا سرور و لذت
اور جو حسنِ کلامی میں ہے! جی جانتا ہے
جنبشِ لب میں نہاں ہے مقدّر سازی
یا پھر ابروئے گرامی میں ہے، جی جانتا ہے
وہ تو ہر لمحہ ہیں مائلِ الطاف و کرم
دیر تو عشق کی خامی میں ہے، جی جانتا ہے
ہاں! کوئی ٹھوکریں کھاتا پھرے، اُس کی مرضی
رُشد یاں دعوتِ عامی میں ہے، جی جانتا ہے
آؤ! دارین کی حاصل یہ سعادت کر لو
مغفرت حق کی غلامی میں ہے، جی جانتا ہے
میری وابستگی حد درجہ ہے اُن سے نور
عیش جو عقدِ دوامی ہے، جی جانتا ہے

جو تیرے آستاں کے خوشہ چیں ہیں
حقیقت میں وہی زہرہ جبیں ہیں
کوئی دیکھے تو "وحی" یوحیٰ انداز
کہ سائل خود ہی جبریلِ امیں ہیں
کسے ادنیٰ و او ادنیٰ کا ادراک؟
یہ رمزیں فہم سے بالا تریں ہیں
ترے عشاق کا انعام اللہ اللہ
کہ اہلِ دیدِ رب العالمیں ہیں
تجلی گاہِ انوارِ الٰہی
کہ یہ تو آپؐ کے محفل نشیں ہیں
نگاہِ ناز کا اللہ رے عرفاں
مکاں کیا؟ لامکاں کے بھی مکیں ہیں
بظاہر فرش پر، تیرے کرم سے
یہ سجدہ ریز بر عرشِ بریں ہیں
تری حلقہ بگوشی کا ہے اعزاز
کہ اسرارِ الٰہی کے امیں ہیں
درِ سرکار ہے خاور! ٹھکانہ
یہیں کے ہم گدایانِ مہیں ہیں

☼

مرا رب "اللہ" ہے اس پر ہوں قائم
مرے اللہ! عطا کر استقامت
ترا فضل و کرم ہو شاملِ حال
دلیلِ زندگی، قلبِ سلامت

☼

دُشنام بہ قند آمیز اک بار تو ہو جائے
یہ عشوۂ محبوبی' پندار تو ہو جائے
جب زیست ہے منت کش' اک تیری توجہ کی
دو لفظوں پہ مبنی ہی' گفتار تو ہو جائے
ہر لفظِ دل آرا تو' خود جانِ تکلم ہے
یہ لحنِ روح افزا بھی' دلدار تو ہو جائے
عشقِ دلِ وارفتہ' مرہونِ نگاہِ لطف!
ابرو کا اشارہ ہو' شاہوار تو ہو جائے
تابِ رُخِ جلوہ بھی' مانا کہ نہیں۔ لیکن
تسکیں ہے تکلم میں۔ انکار تو ہو جائے
مجھ کو تو یہ چلمن بھی' ہر حال غنیمت ہے
واللہ کبھی سِر کے' دیدار تو ہو جائے
اے جانِ تمنائی! ہو خوب پذیرائی
یہ عرض نہیں اِصرار۔ اقرار تو ہو جائے
مشغول رہو خاور! اوراد و وظائف میں
دل زندہ و پائندہ' بیدار تو ہو جائے

☼

پھول مرجھا گئے ہیں رہ تکتے
روشنی بھی رہی نہ تاروں میں
آ بھی جاؤ! بہار آ جائے
دل کے غنچوں میں' مرغزاروں میں

☼

یہ جو ہے جمگھٹا فقیروں کا
زلفِ مشکیں کے ہے اسیروں کا

منزلِ عشق گنبدِ خضرا
اصلِ ایماں ہے بے نظیروں کا

نام روشن ہے ہر زمانے میں
تیرے قدموں پہ راہ گیروں کا

رُخِ انور کی ہی زیارت سے
دل سنبھلتا ہے ہم فقیروں کا

حُب و طاعت سے مرتبے عالی
ہم سے بے مائیگاں حقیروں کا

جذبہء عشق مایہء ایماں
بخت محرومِ حرف گیروں کا

ساتھ تیرا ہی کام آتا ہے
ساتھ باطل ہے شاہوں میروں کا

وجد آور ہے آج جوشِ جنوں
میرا اور میرے ہم صفیروں کا

خاور اعجاز ہے نبیؐ کا ہی
فیض جاری ہے یہ جو پیروں کا

☼

ضوفگن نورِ مجسم سے زمانہ سارا
تھا فقط ہست کا ہی تو یہ بہانہ سارا
آپؐ کے دم سے ہوا حمد کا اجرا خاور
آپؐ کے نطق کا محور یہ فسانہ سارا

من راٰنی

مجھے دیکھا تو گویا حق ہی دیکھا
مجالِ ابلیس کیا، اس شکل آئے
حدیثِ مَنْ رَاٰنی کی حقیقت
کھلی، جب ''نورِ حق'' تشریف لائے

نجومِ چرخِ نبوت

صحابہؓ ہیں ہدایت کے ستارے
کہ عشاقِ نبیؐ اللہ پیارے
کسی ہی ان میں کا دامن پکڑ لو
پہنچ جاؤ گے بس منزل کنارے

صراطِ مستقیم

ہے مذہب اہلسنت و الجماعت
سوادِ اعظمے در دینِ اسلام
یہی تبعِ نبویؐ اور صحابہؓ
صراطِ مستقیم اللہ الاکرام

ظن المومنین خیرا

یقیں میرا ہے ظن کے مرتبہ میں
یقیں اہلِ یقیں کا معتبر ہے
ہے انعامِ الٰہی ظن پہ موقوف
مرے مولا! مرا ظن خیر پر ہے

علاجِ بے راہ روی

ہو گر بے راہ روی پر ملک و ملت
تو دیکھ اسلاف کا اسوہ و ارماں
نہ کمزوری، نہ سستی نے رعایت
فقط ''دُرۂ فاروقؓ'' اِس کا درماں

مردانِ حق

مقصدِ زیست وہ خوش بخت ہی پا بیٹھے ہیں
عشق میں جان جو داؤ پہ لگا بیٹھے ہیں
پوچھیے ان سے ذرا ذوقِ "جہادِ اکبر"
ماسوا اللہ ہر اک شے جو بھلا بیٹھے ہیں
بے نیازانِ جہاں، عقبیٰ و جنت، دوزخ
پہ تو لَو یار سے ہی اپنی لگا بیٹھے ہیں
پیکرِ صدق و صفا، عدل و احسانِ عظیم
ہر ادا آیۂ رحمٰن بنا بیٹھے ہیں
داعیانِ شریعت بھی ہیں۔ راہبر کامل
آستانوں میں پئے رُشد و ھدیٰ بیٹھے ہیں
چشمۂ لطف و کرم، نور و انوارِ خدا
نعمتیں ساری ہی سینوں میں سجا بیٹھے ہیں
روح کی جوت مریدوں میں جگانے کے لئے
علم و عرفان کی شمعوں کو جلا بیٹھے ہیں
اِن کی شخصیت کا ہر پہلو، حقیقت کا مدار
اولیاء اللہ بھی کیا فیض رسا بیٹھے ہیں!
تھام لو دامن انعمت علیھم خاور!
مظہرِ حق ہیں یہی، حق کو یہ پا بیٹھے ہیں

☼

بصارت اور بصیرت بہتریں کر
مرا فہمِ تلاوت بہتریں کر
دعا خاور کی مولا! بس یہی ہے
کہ عرفانِ حقیقت بہتریں کر

روح کی ضرب دیکھئے کاری فیضِ بوالفیض خوب ہے جاری
اک توجہ سے دفعتاً آساں امرِ حق جو نفس پہ ہے بھاری
اس وسیلے سے بالیقیں حاصل قربِ سرکارؐ رحمتِ باری
گہ غنود و شہود کیفیت گاہ رقتِ قلب ہے طاری
کلیتاً ہے فنا انانیت شرِ طاغوت اور نفس عاری
اللہ اللہ یہ نعمتوں کی عطا ظاہری اور باطنی ساری
قابلِ رشک مرتبہ اُس کا عشق میں جس نے جان تک ہاری
کھنچی آتی ہے آستانے پہ خلق آفاتِ و رنج کی ماری
قربِ سرکارؐ کی ہمیں خاور
اِسی در سے ملی ہے راہداری

☼

یہ راز ہوا فاش فقط اہلِ خبر سے ایماں کو جلا ملتی ہے صحبت کے اثر سے
ہو جاتا ہے دل زندہ و بیدار یقیناً اللہ کے ولیوں کی بس ایک نظر سے
یہ چرخِ نبوت کے درخشندہ ستارے روشن ہیں سدا نورِ نبوت کے اثر سے
راضی ہے خدا ان سے یہ راضی ہیں خدا سے فیضانِ الٰہی بھی ہے جاری اسی گھر سے
وہ خاک کہ جو مس سے مسِ خام بھی اکسیر اعجازِ نبوت ہے میسر اسی گھر سے
پوشیدہ عجب لطف ہے بیداریٔ شب میں دھل جاتا ہے باطن بس اک آہِ سحر سے
خاور یہی تکمیلِ تمنا کا ہے زینہ
وابستہ رہو مرشدِ کامل کے ہی در سے

☼

ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ

مریدوں کا ارماں قلندر علیؒ ہیں
رہِ حق میں ساماں قلندر علیؒ ہیں
طلب تھی رہِ فقر میں جس گہر کی
وہ لعلِ بدخشاں قلندر علیؒ ہیں
رواں سالکِ راہ جس روشنی میں
وہ شمعِ درخشاں قلندر علیؒ ہیں
یہ تربیتِ سالکاں اللہ اللہ!
ہمہ دم یہ یاراں قلندر علیؒ ہیں
توجہ سے کھلتے ہیں دل کے شگوفے
بہارِ گلستاں قلندر علیؒ ہیں
وساوس قطع اک اُچٹتی نظر سے
وہ شمشیرِ بُرّاں قلندر علیؒ ہیں
وہ جن کے تصور سے ایقان کامل
تشکک کا درماں قلندر علیؒ ہیں
زفیضِ نگاہے کشودِ مقامات
حقیقت کلیدِ عرفاں قلندر علیؒ ہیں
عروجِ تخیّل، یکسو خیالی
محرکِ ایشاں قلندر علیؒ ہیں
بہر گام خطرۂ شیطاں ہے لیکن
محافظ ایماں قلندر علیؒ ہیں
یہ فیضِ مسلسل جو تجھ پر ہے خاور
کہ چشمۂ فیضاں قلندر علیؒ ہیں

کیا اسمِ بامسمّیٰ ہیں بوالفیض ذوالکرامؒ
ہر آن مل رہا ہے ہر اِک کو فیض عام
غوثِ زماںؒ رسول نما اور مردِ فرد
قربِ حضورؐ ہی سے جو کرتے ہیں شاد کام
کھنچے ہی آ رہے ہیں یہاں سالکانِ راہ
تسکینِ قلب و روح کا نادر ہے کیا مقام
صرف اک نگاہ سے دلِ مردہ کو زندگی
اللہ رے تزکیہء نفس کا یہ اہتمام
فیضانِ بے پناہ کا عالم، زہے نصیب!
بادۂ معرفت کے ہیں گردش میں جام عام
صدق و صفائے دل سے جو حاضر ہوا یہاں
اِک آن میں ہے فرش سے برعرشِ نیل فام
تخصیص خاص و عام نہیں آستان پر
جُود و کرم کی بارشیں، انعام اور اکرام
یہ فہمِ دین و معرفت رب اور حضور کی
پیوستگیء مرشدِ کامل کا ہے انعام
نگرانِ حال اپنے مریدوں کے ہر گھڑی
تاکہ ہٹے نہ راہِ شریعت سے اُن کا گام
جب بھی پکارا ہے انہیں مشکل کے وقت میں
فی الفور بن گئے ہیں تصور سے سارے کام
اے سالکانِ راہِ طریقت سہروردؔ!
اپنی متاعِ جان و دل کر دو اِنہی کے نام
خاور! یہاں پہ آئے نہیں، لائے گئے ہیں ہم
توفیق و فضلِ ایزدی شامل ہے گام گام

گردش میں دورِ جام قلندر علیؒ کا ہے
یہ فیضِ خاص و عام قلندر علیؒ کا ہے
اس میکدۂ معرفت میں طالبانِ حق!
ملتا ہر اک کو جام قلندر علیؒ کا ہے
از چشمِ التفات مریدوں کی تربیت
درپردہ اہتمام قلندر علیؒ کا ہے
تادیبِ نفس اور دلِ مردہ کی زندگی
منزل رسا یہ کام قلندر علیؒ کا ہے
تلقیں بہ قدرِ ظرف اور ہر دم نگہداشت
کیا منفرد نظام قلندر علیؒ کا ہے
اوراد و شغلِ رابطہ بہر شہودِ ذات
اصل الحصول اہتمام قلندر علیؒ کا ہے
ہوں مطمئن مرید، "اشراقِ نور" سے
ہر لحظہ یہ انعام قلندر علیؒ کا ہے
کیفیتِ غنود ہو یا عالم شہود
ظاہر اثر تمام قلندر علیؒ کا ہے
فیضِ نظر سے غیب حضوری کا ہے مقام
یہ فضل شادکام قلندر علیؒ کا ہے
سالک کو بھی آگاہیِ احوال اور مقام
فیضان یہ انعام قلندر علیؒ کا ہے
یارو! حضور پاک کے نقش قدم پہ یہ
حلقۂ خاص و عام قلندر علیؒ کا ہے
خاور! یہ جلوہ ریزیِ انوارِ عین ذات
سینہ بہ سینہ کام قلندر علیؒ کا ہے

اللہ کی تنویر ابوالفیض قلندرؒ
عرفان کی تعبیر ابوالفیض قلندرؒ

اولادِ علیؓ۔ آلِ نبیؐ۔ طرّۂ سادات
حسنینؓ کی تصویر ابوالفیض قلندرؒ

اقوال و افعال سراسر ہیں شریعت
قرآن کی تفسیر ابوالفیض قلندرؒ

اس دور کے ہیں فرد و مجدد سہرورد
ہے لوح پہ تحریر۔ "ابوالفیض قلندرؒ"

وہ جس کی توجہ سے مسِ خام ہو پارس
واللہ وہ اکسیر ابوالفیض قلندرؒ

وابستہ جو سرکارِؐ دو عالم سے ہوئے ہیں
وہ دست وہ زنجیر ابوالفیض قلندرؒ

سرکارؐ کا قرب اِن کا تصور و توسّل
تقدیر کی تدبیر ابوالفیض قلندرؒ

اللہ رے یہ قلب پہ انوار کا فیضان
ہیں ورد کی تاثیر ابوالفیض قلندرؒ

اُٹھ جاتے ہیں فی الفور مقرّر کے حجابات
ہیں حاصلِ تقریر ابوالفیض قلندرؒ

آتے ہیں ترے در پہ ہی اے مرشدِ کامل!
ہم جب بھی ہوں دلگیر ابوالفیض قلندرِؒ!

دارین میں اِن کا ہی رہے ساتھ کہ خاور!
اپنی تو ہیں تقدیر ابوالفیض قلندرؒ

☼

عرفان کی دولت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
اور کشفِ حقیقت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
انوار کی بارش بھی، جلووں کی یہ گُل ریزی
اللہ کی رحمت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
یاں فیضِ عمومی ہے، بے منّت و احساں ہی
انمول عنایت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
زائر ہو کہ سائل ہو، محروم نہیں رہتا
بے پایاں سخاوت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
باصدق و صفا کوئی، حاضر جو ہوا کوئی
مرہونِ اجابت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
طالب ہو اگر حق کے، پاؤ گے اسی در سے
ہر نعمت و دولت ہی، دربارِ قلندرؒ پر
یہ قلب کی رقّت اور اشکوں کا رواں ہونا
تسکیں کی علامت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
اُٹھ جانا حجابوں کا، اور سامنے آ جانا
ظاہر یہ کرامت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
ہٹنے نہیں دیتا جو، اللہ کے رستے سے
وہ نورِ ہدایت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
ہر لمحہ ہے ساتھ اِن کا، اور حفظ و اماں حاصل
کیا خوب رفاقت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
دربارِ رسالت میں، لے جاتی ہے جو نسبت
وہ بیعتِ ارادت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
ہر عقد ہے پختہ تر، سرکارِ دو عالم تک
بے مثل وساطت ہے، دربارِ قلندرؒ پر
خوش بخت ہیں خاور ہم، وابستہ ہیں اِس در سے
حاصل یہ سعادت ہے، دربارِ قلندرؒ پر

آستانۂ قلندرؒ سہروردی

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

فیضِ بُوالفیض بے کرانہ ہے　　فقر و شاہی قلندرانہ ہے
معرفت کا درِ یگانہ ہے　　معترف جس کا کُل زمانہ ہے

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

خیر و برکت کا یہ ٹھکانا ہے　　ہر روش یاں کی والہانہ ہے
حاضری گویا اِک بہانہ ہے　　جو وسیلۂ عاشقانہ ہے

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

نور و انوار کا خزینہ ہے　　رمز و اسرار کا دفینہ ہے
سہروردی یہ اِک سفینہ ہے　　اور کامل ترین زینہ ہے

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

منزل و حاصلِ ادب، خدمت　　حق و حقانیت، طمانیت
دیں کی تعلیم اور تربیت　　مرکزِ لطف، آیۂ رحمت

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

جذبۂ شوقِ آشنائی بھی　　لذت ذکر و جبہ سائی بھی
حق شناسی و حق رسائی بھی　　فتحِ باب و گرہ کشائی بھی

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

محفلِ حمد و نعت کی یہ پھبن لمحہ لمحہ تجلّی جلوہ فگن
نفس کا تزکیہ یہ من کی لگن اور توجہ کی باطنی وہ کرن

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

کتنے خوش بخت ہیں جو آتے ہیں اور عقیدت کے پھول لاتے ہیں
دل کی خاور! مراد پاتے ہیں جھولیاں بھر کے یاں سے جاتے ہیں

یہ قلندرؒ کا آستانہ ہے
یاں پہ آنا مراد پانا ہے

☼

ہو حصولِ معرفت کی دل میں پیدا گر تڑپ
پہلے اپنے ذوق میں سوزِ اثر پیدا کرے
اکتسابِ فیض ممکن ہی نہیں ہے جب تلک
بستگی با دامنِ اہلِ نظر پیدا کرے

☼

فضلِ ربی ہو اگر شاملِ حالِ سالک
ابتداء ذکرِ لسانی سے ہے کشف و کشود
استقامت اور یقین، صدق و صفا کا ہو کمال
پھر لِساں کُلّا۔ تجلّی و حضوری و شہود

☼

چاندنی کا خنک سا مدھم نُور
خالقِ کُل کی صنعت بے چوں
اللہ اللہ! ہے اُس کی ہر تخلیق
فرد و نادر، مکمل و موزوں

☼

ابو الفیض قلندر علی سہروردیؒ

یہ قلندرؒ ہیں، پتہ رب کا بتانے والے
جو ہیں سرکارِ دو عالمؐ کے گھرانے والے
سہروردیہ نسبت کے مجدّد و امیں
اور قائم فی الرسالت اس زمانے والے
فیضِ عرفانِ الٰہی کا وسیلہء جمیل
آنِ واحد میں ہیں اللہ سے ملانے والے
چودھویں قرن کے ہیں قطب زماں مردِ فرید
راہ گم کردہ کو یہ ڈھب پہ ہیں لانے والے
خضرِ راہ، داعی اِلی الحق، نگہدارِ مُرید
رہِ عرفان پہ ہیں بے خوف چلانے والے
اللہ اللہ یہ توجہ یہ تصرف، یہ کرم
چشم الطاف سے بگڑی کو بنانے والے
جادۂ عشق و محبت میں جو کامل ٹھہرے
اُس کو سرکارؐ کا دیدار کرانے والے
آستاں اِن کا تجلیء الٰہی کا مدار
دل میں انوار کی ہیں جوت جگانے والے
اِن کے دامن سے لپٹنا ہے مرادیں پانا
یہ ہیں تدبیر سے تقدیر بنانے والے
ہے ارادت کا تقاضا کہ رہو اِن کے غلام
دین و دنیا کے ہیں ہر غم کو مٹانے والے
غمِ دشواریء منزل، رہ بھٹکنے کا نہ ڈر
کہ مرے ساتھ ہیں خاورؔ ساتھ نبھانے والے

ردائے ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ

دلوں کی حرارت' قلندرؒ کی چادر
نظر کی طراوت' قلندرؒ کی چادر
نظر اور دل خود بخود کھنچ رہے ہیں
سکون اور راحت قلندرؒ کی چادر
یہ زردار کرنیں' یہ نوری شعاعیں
تجلی کی آیت قلندرؒ کی چادر
ہے نورانیت زا و روحانیت زا
خدا کی عنایت قلندرؒ کی چادر
مرقعِ خیرات و برکاتِ ربی
سراپا سعادت قلندرؒ کی چادر
بظاہر ہے زینتِ مرقد۔ ولیکن
بباطن کرامت' قلندرؒ کی چادر
نزولِ ملائک و بارشِ انوار
دلیلِ ولایت' قلندرؒ کی چادر
قلندرؒ ولی ہیں اور آلِ نبیؐ ہیں
مدینے کی رحمت' قلندرؒ کی چادر
مرید آج لائے ہیں دل کا یہ ہدیہ
زِ راہِ محبت' قلندرؒ کی چادر
عقیدت سے تھامو ادب سے یہ چومو
ادب کی نہایت' قلندرؒ کی چادر

دعا آج خاور! جو چاہے سو مانگو
ہے وجہِ اجابت' قلندرؒ کی چادر

☼

پوچھتے کیا ہو حال خاور کا
جادۂ عشق کا ہے اک راہی
آبلہ پا۔ رواں دواں۔ خستہ
زادِ راہ ہے نہ کوئی ہمراہی

☼

میں تو خاور ہوں شاعرِ گم نام
داد خواہ ہوں' نہ طالبِ انعام
شوق ہے حمد و نعت گوئی کا
اور مقصود ہیں وہ خیر الانام

☼

یادوغمِ جاناں

زہے دل کی یہ لگن' یاد آتے ہو بہت
رگ ہی رگ میں ہو سجن! یاد آتے ہو بہت
ظلمتِ شب میں چمک اُٹھتی ہے تنہائی میں
ایک روشن سی کرن' یادِ آتے ہو بہت
ہے خیالوں اور خوابوں میں بہاروں کا سماں
کھِل اُٹھے دل کے چمن' یاد آتے ہو بہت
ہر لمحہ سامنے ہے تیری مجسّم صورت
اُف تصّور کی چبھن! یاد آتے ہو بہت
گہ اُچٹتی سی نگہ اور تبسم کے وہ پھول
ہر ادا میں ہُوں مگن' یاد آتے ہو بہت
بالمشافہ ہو ملاقات' تمنا بے تاب
لمحہ لمحہ ہے زمن۔ یاد آتے ہو بہت
ہُوک سے اٹھتی ہے جب' تو بھر آتا ہے دل
اک عجب سی ہے چبھن' یاد آتے ہو بہت
کب تلک رنگِ مجاز؟ ہو حقیقت کا ورود
عُروۃ الوثقیٰ ملن' یاد آتے ہو بہت
مشکلوں کی تیرے خاور کو تو پرواہ ہی نہیں
عشق ہوتا ہے کٹھن' یاد آتے ہو بہت

☼

اُن کے ملنے کی ہے خبر خاورؔ — روپ دھارے خبر حقیقت کا
وعدۂ وصل بھی تو نعمت ہے — خواہ یہ دنیا کا ہو کہ جنت کا

محبت آزمانے کے لئے آ — زمانے کو دکھانے کیلئے آ
بڑی اُجڑی پڑی ہے دل کی بستی — ذرا اس کو بسانے کیلئے آ
بہارِ زندگی ہے تیرا آنا — خزاں کے لوٹ جانے کیلئے آ
زکوٰۃِ حسن ہے، جلوہ نمائی — یہی فرض اِک، نبھانے کیلئے آ
تبسم ہے علاجِ حالِ زاراں — کبھی تو مسکرانے کیلئے آ
رضائے حسن ہے گر امتحاں میں — تو پھر عشق آزمانے کیلئے آ
کہاں سے لاؤں میں صبر و شکیبا — چلو! یہ ہی بتانے کیلئے آ
حیات اب روٹھ جانا چاہتی ہے — اسے ہی کچھ منانے کیلئے آ
حیات و موت کی اس کشمکش کو — تصادم سے بچانے کیلئے آ

دلِ خاور شکستہ۔ ریزہ ریزہ
اسے نادر بنانے کیلئے آ

☼

حالِ دل رو رو کے سنائیں گے تمہیں — زخم اِک ایک دکھائیں گے تمہیں
رِستے زخموں کے نہ پوچھو احوال — زخم خود ہی یہ بتائیں گے تمہیں
آ بھی جاؤ! کہ یہی کہتے ہیں لوگ — میرے مرنے پہ بلائیں گے تمہیں
حرج کیا ہے؟ جو چلے آؤ کبھی — دیدہ و دل پہ بٹھائیں گے تمہیں
مجھ سے ہی سن لو۔ کہیں ایسا نہ ہو — غیر جو آ کے سنائیں گے تمہیں
حاصلِ زیست ہو تمہی۔ ورنہ — پھر عبث ہے جو نہ پائیں گے تمہیں
ہے محبت کا تقاضا ''تیری مرضی'' — جیسے مانو گے منائیں گے تمہیں

دل ہے زندہ، جو ہو قربت حاصل
مر کے خاور! یہ بتائیں گے تمہیں

☼

خاور سہروردی کی تصانیف پر چند آراء سے اقتباسات

شعاعیں : خاور سہروردی کی نعتوں میں جذبے کی فراوانی ہے۔ قلب ونظر کی شادمانی ہے۔ حُبِ نبوی کی حدت ہے۔ اپنے مرشد کی عقیدت کی شدت ہے۔ (ڈاکٹر انور سدید "نوائے وقت")

فروغ و فراغ اور : بنیادی دینی و اخلاقی قدروں کی پاسداری بالخصوص نمایاں ہے۔ نعت میں ان کے ہاں ایک تو روانی دیکھنے کی چیز ہے دوسرے عقیدت کا جوش حتیٰ کہ مجاز میں حقیقت کا رنگ نکھرتا ہے۔

خاور پارے : خاور پارے (قطعات) میں دوسری اصناف کے مقابلے میں طنز و مزاح کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ طنز و مزاح کی کاٹ اختصار میں جو کام کر جاتی ہے وہ طوالت میں ممکن نہیں اور اس کی کیفیت ماند پڑ جاتی ہے۔ (ریاض احمد ریاض)

قندیل خاوری : جب من سے اُجالا اترتا ہے تو تخلیقی فن شاعری کا روپ اختیار کر لیتا ہے جو خاور سہروردی کے کلام میں جلوہ زن ہے۔ وہ اچانک ادب کی شعری صنف کے میدان میں نہیں اترے بلکہ ان کے وجود میں خیال کی یہ آبشار ایک ترتیب کے ساتھ مدت سے موجزن تھی۔ (بیدار سرمدی)

خاور سہروردی اپنی طویل مشق سخن کے باوجود کسی نمایاں ادبی مقام کے حصول و قبول سے بے نیاز رہے ہیں۔ اس شان استغنا کے ساتھ مشق سخن کی مشقت برداشت کرنا ایک قابل داد کارنامہ ہے۔ (پروفیسر جعفر بلوچ)

ملفوظات ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ : (1) پڑھنا اور بات ہے تاثر حاصل کرنا اور بات لہٰذا میں نے اس کتاب کو Bedbook بنالیا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ صاحب کتاب بذاتِ خود کتاب میں موجود ہیں۔ (ممتاز مفتی)

(2) ممکن ہے یہ سعادت بھی اس مردِ قلندر کی کھلی کرامت ہے جن کی نورانی محفلوں کی یہ روئیداد ہے۔ عالم ارواح کا تعلق نمایاں نظر آتا ہے۔ (محمد اشرف خان منصف "فتراک رسول"۔

(3) The Book is simply splendid in all respect

and if perfect answer to the request

باز گو از نجد و از یاران نجد　　تا در و دیوار را آری بہ وجد

(Pir Mohammad Shafi Soharwardi.M.Sc

☆☆☆☆☆☆

خاورسہروردی کی تصانیف پر چند آراء سے اقتباسات

شعاعیں

خاورسہروردی کی نعتوں میں جذبے کی فراوانی ہے۔قلب ونظر کی شادمانی ہے۔حُبِ نبوی کی حدّت ہے۔اپنے مرشد کی عقیدت کی شدت ہے۔(ڈاکٹر انور سدید ''نوائے وقت'')

فروغ و فراغ
اور
خاور پارے

بنیادی دینی واخلاقی قدروں کی پاسداری بالخصوص نمایاں ہے۔نعت میں ان کے ہاں ایک اور تو روانی دیکھنے کی چیز ہے دوسرے عقیدت کا جوش حتیٰ کہ مجاز میں حقیقت کا رنگ نکھرتا ہے۔

خاور پارے (قطعات) میں دوسری اصناف کے مقابلے میں طنز ومزاح کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ طنز ومزاح کی کاٹ اختصار میں جو کام کر جاتی ہے وطوالت میں ممکن نہیں اور اس کی کیفیت ماند پڑ جاتی ہے۔(ریاض احمد ریاض)

قندیل خاوری

جب من سے اُجالا اترتا ہے تو تخلیقی فن شاعری کا روپ اختیار کر لیتا ہے جو خاور سہروردی کے کلام میں جلوہ زن ہے۔وہ اچانک ادب کی شعری صنف کے میدان میں نہیں اترے بلکہ ان کے وجود میں خیال کی یہ آبشار ایک ترتیب کے ساتھ مدت سے موجزن تھی۔(بیدار سرمدی)

خاور سہروردی اپنی طویل مشق سخن کے باوجود کسی نمایاں ادبی مقام کے حصول وقبول سے بے نیاز رہے ہیں۔اس شان استغنا کے ساتھ مشق سخن کی مشقت برداشت کرنا ایک قابل داد کارنامہ ہے۔(پروفیسر جعفر بلوچ)

ملفوظات ابوالفیض سید قلندر علی سہرورویؒ

(1) پڑھنا اور بات ہے، تاثر حاصل کرنا اور بات لہٰذا میں نے اس کتاب کو Bedbook بنالیا ہے۔محسوس ہوتا ہے کہ صاحب کتاب بذاتِ خود کتاب میں موجود ہیں۔(ممتاز مفتی)

(2) ممکن ہے یہ سعادت بھی اُس مرد قلندر کی کھلی کرامت ہے جن کی نورانی محفلوں کی یہ روائیداد ہے۔عالم ارواح کا تعلق نمایاں نظر آتا ہے۔

محمد اشرف خان منصف ''فتراکِ رسول''

(3) The Book is simply splendid in all respect and if perfect answer to the request

باز گواز نجد واز یارانِ نجد　　　تا در ودیوار را آری بہ وجد

(Pir Mohammad Shafi Soharwardi.M.Sc)